ABC سے تصدیق شدہ اشاعت

ماہنامہ

نور الحبیب

بصیرپور

جلد نمبر	ربیع الاول ۱۴۴۶ھ ستمبر 2024ء	شمارہ نمبر
36		9

اشاعت خاص

أنا خاتم النبيين لا نبي بعدي

مدیرِ اعلیٰ: صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری

صدائیں درودوں کی آتی رہیں گی، جنہیں سن کے دل شاد ہوتا رہے گا
خدا اہل سنت کو آباد رکھے، محمد (ﷺ) کا میلاد ہوتا رہے گا
سرزمین بصیر پور میں
حضرت
مولانا ابوالخیر مفتی محمد نور اللہ قادری نعیمی
ؒ
نے 1945ء میں
عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس
کا آغاز فرمایا
سابقہ شاندار روایات کو برقرار رکھتے ہوئے
اس سال بھی ان شاء المولیٰ تعالیٰ
پیر طریقت رہبر شریعت صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ نوریہ قادریہ بصیر پور شریف
کی زیر قیادت 12/ ربیع الاوّل، 7:45 بجے صبح
دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف سے
عید میلاد النبی ﷺ کا جلوس نکالا جائیگا---
12 ربیع الاوّل کو بوقت تہجد 3:50 بجے تا نماز فجر
محفل درود و سلام
جامع مسجد نور دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف میں منعقد ہوگی۔
تمام عاشقان رسول باوضو ہو کر اس بابرکت جلوس میں شمولیت کریں----
میلاد کمیٹی بصیر پور شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین

ھو الحبیب الذی ترجی شفاعتہ
لکل ھول من الاھوال مقتحم

ماھنامہ

نور الحبیب

زیر ظل عاطفت: فقیہ اعظم خضر ملت محی السنۃ ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی قدس سرہ
بانی دار العلوم حنفیہ فریدیہ و ماھنامہ نور الحبیب

Regd No. PS/CPL-25
ISSN 1993-4238

بصیر پور

جلد: 36 شمارہ: 9
ربیع الاول ۱۴۴۶ھ ۔ ستمبر 2024ء

نوٹ: جو مستقل قارئین ماہ نامہ "نور الحبیب" بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک حاصل کرنا چاہتے ہیں، وہ سالانہ چندہ کے ساتھ مبلغ=/120 روپے مزید بھیجیں، انھیں ہر ماہ رسالہ بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک پوسٹ کر دیا جائے گا --- ان شاء المولیٰ تعالیٰ

E-Mail:
noorulhabibmonthly@gmail.com

ناشر: انجمن حزب الرحمٰن، صبیح نور، شعبہ تبلیغ دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور اوکاڑا پاکستان

خصوصی چندہ سالانہ: =/5000 روپے
عمومی چندہ سالانہ: =/1000 روپے
فی کاپی: =/90 روپے

ملنے کا پتا:
ماہ نامہ نور الحبیب
بصیر پور ضلع اوکاڑا، پوسٹ کوڈ 56011

www.facebook.com/monthlynoorulhabib
www.facebook.com/hanfiafaridiah
www.facebook.com/mohibnoori

ناشر محمد محب اللہ نوری نے گنج شکر پرنٹر لاہور سے چھپوا کر دفتر نور الحبیب بصیر پور سے شائع کیا

اس شمارے میں

منظومات

● ادارہ کا مضمون نگار کی آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے ● ماہ نامہ نور الحبیب کا زرِ تعاون وقتِ مقررہ پر روانہ فرمائیں ● زرِ تعاون ختم ہونے پر دو ماہ بعد رسالہ بند کر دیا جائے گا ● سالانہ چندہ کی رقم بذریعہ منی آرڈر، ایزی پیسہ یا بنک ڈرافٹ بھیجیں ● خط و کتابت کرتے وقت رسالہ کے لفافہ پر درج خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

حمد

ہر عیب سے پاک ذات اس کی
ہر ریب سے پاک بات اس کی
شایاں ہے اسی کو کبریائی
بے شک ہے وہ لائق خدائی

مولانا حسن رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ ❶

●●●●●

نعت

آتے رہے انبیاء کَمَا قِیْلَ لَھُمْ
وَالْخَاتَمُ حَقُّکُمْ کہ خاتم ہوئے تم
یعنی جو ہوا دفترِ تنزیل تمام
آخر میں ہوئی مہر کہ اَکْمَلْتُ لَکُمْ

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ❷

●●●●●

❶ ......کلیاتِ حسن، وسائل بخشش، ص۲۵۲ ❷ ......حدائق بخشش، رباعیات، ص۲۳۸

''عقیدہ اس لیے رکھتے ہیں ہم ختمِ نبوت کا''

خدا کے فضل سے سایہ ملا آقا ﷺ کی رحمت کا
غریبوں، بے کسوں کو ہے سہارا اُن کی رأفت کا

نبیّوں نے کیا اقرار آقا ﷺ کی رسالت کا
قیامت تک رواں سکہ ہے ان کی جاہ وحشمت کا

حضور آئے تو سارے انبیاء کے بعد، پر پھر بھی
ملا منصب انھیں سب کی قیادت کا، امامت کا

مرے آقا ﷺ کی آمد ہے دلیل اِتمام نعمت کی
''عقیدہ اس لیے رکھتے ہیں ہم ختم نبوت کا''

ہو ظاہر سب پہ مفہومِ ''اَنَا الْحَاشِر، اَنَا الْعَاقِب''
''عقیدہ اس لیے رکھتے ہیں ہم ختمَ نبوت کا''

صفی اللہ آدم علیہ السلام سے مسیح اللہ عیسیٰ علیہ السلام تک
نبی ہر ایک مژدہ دیتا آیا ان کی طلعت کا

شبِ میثاق ہو یا لیلۃ الاسرا کا منظر ہو
ہے لمحہ لمحہ مُظہر ان کی شانِ عزّ و شوکت کا

رءوف آقا، رحیم آقا کہ جن کی ذاتِ والا ہے
نشاں امن واماں کا، لطف کا، شفقت کا، راحت کا

نبیؐ پاک کے الطاف کی بارش، تعالیٰ اللہ
نہیں ہے فرق نیک وبد پہ کچھ اس کی سماحت کا

گنہ بے حد سہی لیکن ہے رحمت ان کی افزوں تر
سیہ کارو مبارک ہو تمھیں مژدہ شفاعت کا

نہ بجھنے پائے شمعِ حبِ دینِ مصطفیٰ مولیٰ!
ملے صدقہ بلالِ محترم رضی اللہ عنہ کی استقامت کا

رسول اللہ ﷺ کی حُبّ و وِلا دے مجھ کو یا مولیٰ!
وسیلہ پیش کرتا ہوں صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت کا

الٰہی! حرمتِ سرور پہ کٹ مرنے کا دے جذبہ
تصدق غازی علم الدین رحمۃ اللہ علیہ کی دینی حمیت کا

مدینہ طیبہ کی حاضری کو دل مچلتا ہے
وضو مقبول ہو جائے نگاہوں کی طراوت کا

مدینے جاؤں پھر جاؤں، مدینے نوری پھر جاؤں
رہے شغلِ حَسن یہ عمر بھر قائم زیارت کا

(صاحب زادہ) محمد محبّ اللہ نوری

کچھ بیاں اپنا

ختم نبوت
متنازعہ فیصلے کی تصحیح خوش آئند مگر............

قومی وملی زندگی میں بعض ایام ایسے بھی آتے ہیں، جنھیں ان کی تاریخی اور لازوال اہمیت کے پیشِ نظر ہمیشہ یاد رکھا جاتا ہے---ایسے ہی ایام میں سے 7/ستمبر (1974ء) کا تاریخی دن بھی ہے، جب پاکستان کی پارلیمنٹ نے ختم نبوت کے منکرین قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم قرار دیا تھا---اس بار 7/ستمبر 2024ء کو اس سنہرے اور تاریخ ساز واقعہ کو پچاس سال مکمل ہو رہے ہیں--- گولڈن جوبلی کا یہ دن جہاں ہمیں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیے جانے کے واقعہ کی یاد دلاتا ہے، وہاں دعوتِ فکر وعمل بھی دیتا ہے کہ ربع صدی سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود اس آئینی فیصلے کے عملی تقاضے پورے ہوئے ہیں یا نہیں؟---اس پہلو سے دیکھا جائے تو بڑے افسوس اور دکھ سے اس امر کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ قادیانیوں نے قومی اسمبلی کی منظور کردہ متفقہ آئینی شق اور اجتماعی و اجماعی فیصلہ کو تسلیم نہیں کیا---

حقیقت یہ ہے کہ قادیانی دین کے دشمن تو ہیں ہی، ملک وملت کے بھی دشمن ہیں--- یہ ایک بیّن حقیقت ہے کہ انگریزوں نے جھوٹی نبوت کا یہ پودا اپنی سیاسی ضرورت کے لیے کاشت کیا تھا اور اسے پروان چڑھانے کے لیے ہمہ نوع اور ہر ممکن سرپرستی کا اہتمام کیا تھا--- اب انگریز کے معنوی پیروکار اس ناپاک مشن کو تقویت پہنچانے کی شعوری یا غیر شعوری کوششوں میں مصروفِ عمل ہیں---

جملہ محبانِ دین ووطن کے لیے یہ امر انتہائی تشویش کا باعث ہے کہ سیکولر ذہنیت رکھنے والے افراد اب بھی شعوری طور پر قادیانیوں کی سرپرستی کر رہے ہیں--- یہ الگ بات ہے کہ ان کی منفی مساعی

ان شاء اللہ العزیز بالآخر نا کام ہوں گی اور وہ خود بھی نا کام ونامراد رہیں گے---

گزشتہ دنوں چیف جسٹس پاکستان قاضی فائز عیسیٰ نے قادیانیوں کی تحریفِ قرآن کی بابت مبارک ثانی کیس کا آئینِ پاکستان کی روح کے منافی جو غیر فطری فیصلہ صادر کیا، اس پر ساری قوم حیران و پریشان ہے--- کہ کس چابک دستی سے قادیانیوں کی منفی سرگرمیوں کو چاردیواری کے اندر تحفظ فراہم کیا گیا ہے--- اس ناروا فیصلے پر دینی و ملی درد رکھنے والے محبِ دین ووطن حلقے سراپا احتجاج ہیں---

حکومتی مقتدر حلقوں کا قومی، ملی، دینی اور آئینی فریضہ ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو نبھاتے ہوئے اس غیر شرعی فیصلہ کو کالعدم قرار دلوانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں---

یہاں تک لکھا جاچکا تھا کہ سپریم کورٹ نے حکومتِ پاکستان کی طرف سے نظر ثانی کی اپیل کو منظور کرتے ہوئے اپنے مختصر فیصلے میں 6/فروری اور 24/جولائی 2024ء کے فیصلوں کی متنازعہ شقوں کو کالعدم قرار دینے کا اعلان کر دیا ہے--- دینی وعوامی حلقوں نے اس مختصر فیصلے کو لائق تحسین قرار دیتے ہوئے اطمینان کے ساتھ ساتھ اس خدشے کا اظہار بھی کیا ہے کہ تفصیلی فیصلے میں پھر کہیں سہولت کاری نہ کر دی جائے---اللہ کرے تفصیلی فیصلہ بھی اس مختصر اجمالی فیصلے کی طرح عاشقانِ مصطفیٰ کی امنگوں اور شرعی تقاضوں کے مطابق آئے---

اس موقع پر جن حلقوں اور جن جن حضرات نے اجتماعی یا انفرادی طور پر مثبت کردار ادا کیا ہے، وہ لائق صد تبریک ہیں---محبّ دین وملت اور شمعِ رسالت کے پروانوں نے جس ذمہ داری کا مظاہرہ کیا ہے، انھیں آئندہ بھی قادیانیوں اور ان کے سرپرستوں کی عیاریوں سے ہشیار اور بیدار رہنے کی ضرورت ہے--- اعلیٰ حضرت محدث بریلی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت پہلے خبردار کیا تھا:

سونا جنگل، رات اندھیری، چھائی بدلی کالی ہے
قافلے والو! جاگتے رہیو، چوروں کی رکھوالی ہے

(صاحبزادہ) محمد محبّ اللہ نوری
مدیر اعلیٰ ماہنامہ نور الحبیب

بصیر پور شریف
۲۲/اگست ۲۰۲۴ء

فتحِ اسلام کے پچاس سال

7/ ستمبر 1974ء **تا** 7/ **ستمبر** 2024ء

خدام ختم نبوت کا بارگاہِ خاتم النبیین ﷺ میں عاجزانہ ہدیۂ نیاز

7/ستمبر 1974ء کو پاکستان کی پارلیمنٹ نے قادیانیوں اور ختم نبوت کے منکرین کو آئینی طور پر غیر مسلم قرار دیا تھا---اس بار 7/ستمبر کو اس سنہرے قانون اور تاریخ ساز واقعہ کو پچاس سال مکمل ہو رہے ہیں، گولڈن جوبلی کے اس موقع پر ہم نے اہلِ سنت کے نامور عالم دین پروفیسر ڈاکٹر محمد الیاس اعظمی حفظہ اللہ سے ماہ نامہ نور الحبیب کے لیے خصوصی طور پر مضمون لکھوایا ہے--- موصوف کہنہ مشق ادیب، دل پذیر خطیب، کتبِ کثیرہ کے مصنف اور محنتی استاذ ہیں--- ردّ قادیانیت کے حوالے سے متعدد تحقیقی کتابیں تصنیف کر چکے ہیں، مزید براں کئی علمی مراکز میں ختم نبوت کے حوالے سے خصوصی کورس کروا چکے ہیں--- ''فتاویٰ نوریہ--- ایک تقابلی جائزہ'' ان کی نہایت علمی و تحقیقی تصنیف ہے، جس سے اہلِ علم، خصوصاً ایم فل اور پی ایچ ڈی سکالرز استفادہ کر رہے ہیں---

موصوف نے علالتِ طبع کے باوجود اس اشاعتِ خاص کے لیے مضمون تحریر کیا، جس پر وہ بلاشبہ شکریہ کے مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر اور صحت و عافیت سے نوازے---

[ادارہ]

انیسویں صدی کی ابتدا میں ہی پنجاب کے ضلع گورداس پور کے ایک قصبہ قادیان سے جنم لینے والے ایک فتنہ، جسے ''قادیانیت'' اور ''مرزائیت'' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، بقولِ اقبال یہ ایک سیاسی فتنہ اور فرقہ تھا، مگر راقم کے نظریہ کے مطابق اس سیاسی فرقہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی (م 1908ء) کی چال بازیوں، ابن الوقت حیلہ سازیوں کے باعث ابتدا ہی سے مذہبی چادر تان کر خام ذہن اور ناپختہ فکر سوچ کے حامل لوگوں کو ورغلا کر اپنے دامن میں پھنسانا شروع کر دیا تھا۔

انگریزی حکومت کی شفقتِ پدرانہ اور عنایاتِ خسروانہ کے خنک اور ٹھنڈے سایہ میں پروان چڑھنے والی اس تحریک کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے انیسویں صدی کی آخری دہائی میں اپنے خود ساختہ دعووں کا آغاز مصلح اور مجدد ہونے سے کیا اور پھر مہدیت و مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور مزید ارتقاء کی منزلیں طے کرتے ہوئے 1901ء میں دعویٰ نبوت کیا اور خود کو نبی آخر الزمان حضور ختمی مرتبت ﷺ سے افضل و اعلیٰ اور برتر بیان کرنا شروع کر دیا اور اس طرح صرف مسلم معاشرہ ہی نہیں بلکہ امنِ عالم کو تباہ کر دیا۔ اس لیے کہ بعثتِ محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے بعد کرۂ ارضی پر اخوت، بھائی چارہ کو فروغ دینے اور امن و امان کو قائم کرنے کا واحد راستہ خاتمیتِ نبوت و رسالتِ محمدیہ پر غیر متزلزل ایمان رکھنا اور سیرت و اسوۂ محمدی پر عمل کرنے کا ہی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریک اور پیغام پر عمل کرنے اور اس کو تسلیم کر لینے کے ساتھ یہ دونوں چیزیں ایک مسلمان کے دامن میں نہیں رہتیں۔

مرزائی عقائد و نظریات، افکار و خیالات کو تسلیم کرنے اور ان کی تائید کرنے کا لازمی نتیجہ ایک مسلمان کا اپنے رؤف و رحیم آقا و مولا اور نبیٔ رحمت ﷺ سے نسبتِ غلامی کو توڑ کر

اور دامنِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو چھوڑ کر دجل وفریب اور کفر وارتداد کے سلطانِ اعظم مرزا غلام احمد اور اس کے ولیٔ نعمت اور جعلی نبوت ساز برطانوی انگریزی حکومت کی کاسہ لیسی اور دریوزہ گری کرنے اور اسلام دشمنوں کی قصیدہ خوانی کرنے کے سوا اور کچھ نہیں۔ اس لیے کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنا قول ہے کہ:

''گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں، اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں''---[مجموعہ اشتہارات، جلد سوم، ص 21، مرزا غلام احمد قادیانی]

ایک مسلمان بھلا کب اس قسم کی مرزائی فریب کاریوں میں آ سکتا تھا، جب کہ اس کے لبوں پر یہ نغمہ رہتا ہے:

کروں مدحِ اہلِ دُول رضاؔ، پڑے اِس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا، میرا دین پارۂ ناں نہیں

مختصر یہ کہ اہلِ ہند کی حرماں نصیبی یہ کہ برطانوی راج کی ظلمتِ شب کی تاریکیوں میں مسلمانوں کو ختم کرنے کے لیے شماتت واہانتِ رسول کی صورت میں اسلام کے وجود پر حملہ کیا گیا اور مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں جھوٹے مدعی امام مہدی سے ارتقائی مراحل طے کرتے کرتے 1901ء میں ایک جعلی اور برطانوی ساختہ جھوٹے نبی کو کھینچ کر میدان میں کھڑا کر دیا گیا اور اسے یہ فریضہ سونپا گیا کہ وہ مسلمانوں کو حضور ختمی مرتبت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے دین سے برگشتہ کر کے خود ساختہ قادیانی مذہب سے وابستہ کرے۔ چناں چہ مرزا قادیانی نے اپنی اس نئی ملازمت اور روزگار کو پکا کرنے کے لیے پہلے جھوٹا دعویٔ نبوت کیا اور پھر جہاد کے منسوخ ہونے کا اعلان کیا۔ اس طرح اس نے مسلمان کی متاعِ ایمان لوٹنے کا ناپاک سلسلہ شروع کر دیا اور اپنی محسنہ برطانوی حکومت کو لکھا:

''میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلۂ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے، کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلۂ جہاد کا انکار کرنا ہے''---[مجموعہ اشتہارات، جلد سوم، ص 19]

قادیانیت کیا ہے؟

قادیانیت، جس کو مرزائیت کے نام سے بھی پہچانا جاتا ہے، یہ کیا ہے؟ اہلِ علم وفضل، اصحابِ عقل ودانش سے لے کر ایک عام انسان تک لوگ اس تحریک اور اس گروہ سے نالاں ونفریں کیوں ہیں؟ ان دونوں سوالات کا ایک ہی جواب ہے کہ قادیانیت سراسر کفر وضلالت اور دجل وفریب کا مجموعہ ہے، جو اپنی پیشانی پر اسلام کا لیبل لگا کر لوگوں کو دھوکہ دیتا اور ان کی متاعِ ایمان چھین کر انہیں کفر وارتداد کی گہری وادیوں میں پھینک دیتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے چند کفریہ عقائد کی جھلک

مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان اختلاف کی بنیاد اور حقیقت کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ چند قادیانی کفریہ عقائد قارئین کے سامنے پیش کر دیے جائیں تاکہ انہیں اسلام کا قادیانیت کے خلاف مقدمہ سمجھنا آسان ہو جائے۔

- ''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں، میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں''---[آئینہ کمالاتِ اسلام، مرزا غلام احمد قادیانی، ج5، ص564]
- ''مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا، میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں، بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے، کیوں کہ میرے بغیر سب تاریکی ہے''---

[مرزا غلام احمد قادیانی، کشتیٔ نوح، ص56 / روحانی خزائن، 19:61]
- ''آنحضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب ....عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے، حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے''---

[مرزا قادیانی کا مکتوب، الفضل قادیان، 22/فروری 1924ء]
- ''خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہینِ احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور

مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا، پس اس طور سے آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے تزلزل نہیں آیا، کیوں کہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا'' ---[ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، 212:18]

اب مرزا صاحب کے دو اشعار ملاحظہ ہوں:

منم مسیح زماں و منم کلیم خدا　　منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

[تریاق القلوب، ص6، روحانی خزائن، 134:5]

روضۂ آدم کہ تھا وہ نامکمل اب تلک　　میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار

[درثمین، ص112]

مرزا کے ایک حواری کا بھی ایک شعر ملاحظہ ہو:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں　　اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل　　غلام احمد کو دیکھ لے قادیاں میں

دل تھام کر مرزا کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود کا یہ قول بھی پڑھتے جائیں:

''یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے، حتی کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے'' ---

[مرزا بشیر الدین محمود کی ڈائری، اخبار الفضل، 17/جولائی 1922ء]

قارئین کرام! مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے اذناب کے کفریہ اقوال وعقائد کی ایک جھلک آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ جس کو بار بار پڑھیں اور پھر قاضئ دل سے فیصلہ لیں کہ کیا ان اقوال کا قائل اور اس کا پیروکار اس قابل ہے کہ اس کو مسلمان کہا جائے یا مسلمان تصور کیا جائے؟

سوال مذکور کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا کہ ایسے عقائد رکھنے والا کوئی بھی شخص مسلمان کہلانے کا ہرگز مستحق نہیں ہے۔ پھر جب وہ مسلمان نہیں ہے تو وہ کیوں کر اسلامی شعار اور اسلامی اصطلاحات استعمال کر سکتا ہے اور کون سی عقل ومنطق، قانون وکلیہ اور قاعدہ وضابطہ ہے کہ جس کے تحت کوئی سکھ، ہندو، پارسی اور مجوسی کو اپنی عبادت کے لیے بلانے اور عبادت کرنے کے طریقہ کو نماز اور اذان کا نام دینے پر اصرار کرنے کی اجازت دیتا ہے، یقیناً نہ کوئی ایسا اخلاقی وعقلی قانون ہے اور نہ ہی کوئی رسمی وحکومتی قانون ہے کہ کسی بھی غیر مسلم یا مرتد، جو دین اسلام سے

بغاوت کرتے ہوئے راہِ فرار اختیار کر گیا ہے، ایسے کسی شخص کو اسلامی شعار اور اصطلاحات کے استعمال کی ہرگز اجازت نہیں دی جاسکتی، کیوں کہ ایسے باغیٔ اسلام کے منافقانہ طرزِ عمل کو دیکھ کر سادہ لوح مسلمان دھوکہ وفریب کا شکار ہو کر دولتِ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے جب اسلام سے باغیانہ روش اختیار کرتے ہوئے مختلف اسلامی اصطلاحات، جیسے مصلح، مجدد، مہدی وغیرہ کے پردے میں لپیٹ کر اپنے ارتدادی کفریہ عقائد ونظریات کو پھیلانے کا مکروہ دھندہ شروع کیا تو اسی وقت ہندوستان بھر میں مسلمانوں کے اندر اشتعال پھیل گیا اور پورے ہندوستان میں عقیدۂ تحفظِ ختم نبوت اور دفاعِ دین کی تحریک برپا ہوگئی۔ زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے ایک عام شخص نے بھی اسلام دشمنی اور انکارِ ختم نبوت کے مذہبی وروحانی، سماجی ومعاشرتی اثرات ونقصانات کو محسوس کرتے ہوئے اس کے خلاف آواز بلند کی اور اس ارتدادی تحریک کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے میں اپنا کردار ادا کیا۔

متحدہ ہندوستان میں حکومت عیسائی مذہب رکھنے والے انگریزوں کی تھی اور عددی اعتبار سے اکثریت ہندوؤں کی تھی، دیگر سرکاری دفاتر اور محکموں، بالخصوص عدلیہ میں بھی غالب ترین اکثریت انہیں ہندوؤں اور انگریزوں کی تھی، جو عدالتی اختیارات واقتدار پر قابض تھی۔ اس لیے جب مرزا غلام احمد نے اپنی اس ارتدادی اور اسلام سے انحراف کی تحریک شروع کی، تو ہندوستان بھر کے ہر شہر اور قریہ میں اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی گئی۔ قلمی وکلامی محاذ پر قادیانیت کی تردید کا ہر طریقہ اختیار کیا گیا، جلسے اور جلوس نکالے گئے، عوام وخواص کے اندر قادیانی کفریات سے متعلق شعور بیدار کیا گیا، علماء نے عقیدۂ ختم نبوت کی دینی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے مستقل کتب تحریر کیں، جن میں عقیدۂ ختم نبوت کے اثبات میں قرآن وسنت سے دلائل فراہم کیے گئے اور قادیانی ہفوات وہذیان کے مسکت و مدلل جوابات دیے گئے۔ اہلِ فکر ودانش راہنمایانِ قوم کی طرف سے انگریز حکومت اور معاشرتی اثر ورسوخ رکھنے والے افراد کو قادیانی مسئلہ کی سنگینی سے آگاہ کیا گیا، لیکن چونکہ حکومت غیر مسلموں کی تھی، اس لیے قانونی وعدالتی سطح پر قادیانیت کے تحریفی وانحرافی اور تردیدی نظریات کی روک تھام اور انسداد کے لیے ٹھوس بنیادوں پر کوئی قانونی اقدامات

نہ ہو سکے۔صرف چند مقدمات میں مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کو ہزیمت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا، جرمانے ادا کرنے پڑے اور معافی مانگنے تک ہی کام رہا۔علماء کی قلمی کاوشوں بالخصوص مجاہد اوّل اور ہندوستان میں تحریکِ ختم نبوت کے بانی حضرت علامہ مولانا غلام دستگیر ہاشمی قصوری کی سرفروشانہ جدوجہد اور محنتِ شاقہ سے اسلام دشمن اور ان کا ختم نبوتِ محمدیہ کی حامل اس تحریک کے عقائد وعزائم ہندوستان کی حدود سے نکل کر علماء عرب بالخصوص علمائے مکہ و مدینہ، جن میں تمام مذاہب فقہ کے اجلہ فقہاء اور علماء و اصحابِ فتویٰ شامل تھے،تک پہنچے تو انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی کفریات اور ارتدادی نظریات کا ردّ بلیغ کرتے ہوئے اُن کا کفر ہونا واضح کیا اور تمام اہلِ اسلام کو قادیانی عقائد ونظریات سے اجتناب کرتے ہوئے ان سے بچنے کا شرعی حکم واضح کیا۔

قیام پاکستان سے پہلے علماء اسلام تحریر وتقریر، مناظرہ ومباحثہ میں قادیانیوں کے کفر و ضلالِ عام مسلمانوں کے سامنے واضح کرتے رہے اور ان کا عقلی ونقلی دلائل سے رد کرتے ہوئے مرزائی شبہات کا اصولِ شریعت اور منطق وفلسفہ کی زبان سے جواب دیتے رہے تھے،لیکن مسلمانوں کی حکومت نہ ہونے اور عدالتی نظام بالعموم ہندوؤں اور انگریزوں کے ہاتھ میں ہونے کی وجہ سے ابتداء ہی سے اس فتنۂ ارتداد کی سرکوبی کے لیے اس ناپاک گروہ کو ملتِ اسلامیہ کے مقدس وجود سے الگ کرنے کا قانونی مطالبہ تو نہ کر سکے تھے،اس لیے کہ اس وقت خالص دینی حمیت پر مشتمل اس مسلم مطالبہ کو تسلیم کیے جانے کے کوئی امکانات موجود نہیں تھے۔ البتہ دانش وراور سیاسی وقانونی نشیب وفراز اور گتھیوں سے کامل آگاہی رکھنے والے عظیم مسلم فلاسفر اور داعی ڈاکٹر علامہ محمد اقبال، جو فلسفۂ مشرق ومغرب کی افہام و تفہیم میں پورے ہندوستان اور یورپ ومغرب میں اپنی کوئی مثال نہ رکھتے تھے، جب حضرت اقبال نے قادیانی فلسفہ وعمل کا گہری بصیرت کے ساتھ مطالعہ کیا اور اس کے عواقب ونتائج پر غور کیا،تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے:

فکر اقبال اور عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت

''مسلمان ایسی تمام تحریکوں کے بارے میں بہت حساس ہیں جنہیں وہ اپنی اساسی وحدت کے لیے خطرناک سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ہر ایسی مذہبی جماعت جو

تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہے لیکن اپنی بنیاد کسی نئی نبوت پر رکھتی اور ان تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتی ہے جو اس کے مبینہ الہامات پر اعتقاد نہیں رکھتے، مسلمان اس جماعت کو اسلام کی وحدت کے لیے ایک خطرہ تصور کرتے ہیں اور ایسا ہونا بھی چاہیے کیوں کہ وحدتِ اسلامی کا تحفظ ختم نبوت کے عقیدہ ہی سے ممکن ہے"---[کاشمیری، شورش، تحریکِ ختم نبوت، ص98، مکتبہ چٹان، لاہور، 1978ء]

انگریز حکومت سے علامہ اقبال کا مطالبہ

مسلم اور قادیانی نزاع کا حل پیش کرتے ہوئے اقبال نے لکھا تھا:

"میرے نزدیک حکومت کے لیے بہترین راستہ یہ ہے کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت قرار دے اور یہ ان کی اپنی پالیسی کے بھی عین مطابق ہوگا۔ ادھر مسلمان بھی ان کے ساتھ وہی رواداری برتیں گے جو وہ باقی مذاہب کے بارے میں اختیار کرتے ہیں"---[حرف اقبال]

علامہ اقبال کا قادیانیت کو ایک الگ جماعت قرار دینے کا مطالبہ دراصل اس ارتدادی وانتشاری تحریک کے خلاف قانونی جدوجہد کا نقطۂ آغاز تھا، مگر اقبال کی زندگی نے وفا نہ کی اور ان کا انتقال ہوگیا۔ یوں قادیانیت کے خلاف قانونی کارروائی آگے نہ بڑھ سکی، البتہ علماء کی طرف سے قادیانی کفر وارتداد اور دجل وفریب کو طشت از بام کرنے کا سلسلہ جاری رہا، یہاں تک کہ پاکستان کے قیام کی تحریک شروع ہوگئی، تو ایک طرف مسلم لیگ قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت میں اور علماء ومشائخِ اہلِ سنت کی سرپرستی اور ہدایات کی روشنی میں ملتِ اسلامیہ ہند ایک آزاد اسلامی ریاست کا مطالبہ کرتی ہے، تو دوسری طرف مرزا بشیرالدین محمود کی قیادت میں پوری دنیائے قادیانیت اپنے لاؤلشکر سمیت قیام پاکستان کی تحریک کی مخالفت میں میدان میں اتر آتی ہے تاکہ وہ آزاد اسلامی ریاست پاکستان کے قیام کو عملاً ناممکن بنادے۔ مگر مشیتِ الٰہی بہرصورت ہندی غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کی دستگیری کرتے ہوئے انہیں آزادی کی دولت سے نوازنے کا فیصلہ کر چکی تھی۔ چنانچہ ملتِ اسلامیہ ہند نے برطانوی قزاقوں، ہندو بنیا، سکھوں، مرزا غلام احمد قادیانی کی صلبی ومعنوی اولاد قادیانیوں اور جبہ ودستار میں ملبوس کانگریسیوں اور احراریوں کے ساتھ چومکھی لڑائی لڑکر ان تمام

دشمنانِ ملت کی منصوبہ بندیوں کو گنگا و جمنا برد کرتے ہوئے قیامِ پاکستان کی منزل کو حاصل کر لیا، جس کے باعث تمام مخالفینِ پاکستان کو خاک چاٹنا پڑی، تو وہ اپنا سا منہ لے کر بیٹھ گئے۔ لیکن قادیانی اپنے طے شدہ پروگرام کے مطابق اپنی چال بازیوں کے ساتھ اس نوزائیدہ ریاست کے وجود کو ختم کرنے کے لیے سازشوں کے جال بننے میں مشغول رہے۔ اب اس نے دو بنیادی مقاصد سامنے رکھے اور اپنے تخریبی مشن کو جاری رکھا۔

قادیانیوں کے دو بنیادی مقاصد درج ذیل تھے:

پہلا مقصد اہم سرکاری اداروں میں داخل ہو کر اور ان کے اہم مناصب پر قبضہ کر کے اس کو اتنا غیر مستحکم کر دیا جائے کہ وہ اپنے وجود کو بھی برقرار نہ رکھ سکے، پھر اس پر سیاسی طور پر قبضہ کر کے اسے قادیانی سٹیٹ بنا دیا جائے۔

دوسرا مقصد پہلے مقصد کے حصول کے لیے دوسرا مقصد یہ قرار پایا کہ عوامی سطح پر قادیانی عقائد و نظریات کا جال اس طرح ہم رنگِ زمیں پھیلایا جائے کہ عام مسلمانوں کو نکاح، نوکری، روزگار وغیرہ کے لالچ ایسے حسین اور پرفریب بہانوں کے ذریعہ قادیانی نرغہ میں پھنسا کر زیر زمین اپنی عددی قوت میں اضافہ کیا جائے اور اس طرح پہلے مقصد کا حصول بھی آسان ہو جائے گا اور معاشرے میں جڑیں بھی مضبوط ہو جائیں گی تو ان کو اپنے کفریہ اور ارتدادی نظریات کے پھیلاؤ کے لیے کھل کھیلنے کا موقع مل جائے گا۔

قادیانیت کے انسداد کے لیے قانونی و سیاسی جدوجہد

14 / اگست 1947ء کو ہر قسم کی اور ہر سطح پر مخالفت کے باوجود پاکستان ایک آزاد اسلامی ملک کی صورت دنیا کے نقشہ پر ابھر کر سامنے آیا۔ چشم عالم ورطۂ حیرت میں گم تھی کہ ایک نحیف و نزار مگر چٹانی عزم و ہمت رکھنے والی شخصیت محمد علی جناح نے کس ایمانی قوت کے ساتھ ہندوستانی باطل قوتوں کے ساتھ نبرد آزما ہو کر برصغیر کے نقشے کو بدل کر رکھ دیا ہے۔ انگریزوں کی مسیحی حکومت اور مشنری ادارے، ان کا خود کاشتہ پودا قادیانیت، ہندو اکثریت اور سکھ جب مل کر بھی ایک اسلامی ریاست کے وجود کو ایک حقیقت کا روپ دھارنے سے نہ روک سکے تو اب برطانوی پشت پناہی کی شہ پا کر قادیانی اکابر و اصاغر نے اس نومولود پاکستان کے خلاف سازشیں شروع کیں، تو عمائدینِ ملتِ اسلامیہ کی دور بیں نگاہوں نے

ابتدا میں ہی ان قادیانی سازشوں کو بھانپ لیا اور فولادی عزم کے ساتھ میدانِ عمل میں اتر کر قوم کی قیادت کرتے ہوئے فتنۂ قادیانیت پر کاری ضرب لگاتے ہوئے حکومتِ وقت سے تین بنیادی مطالبے کیے:

1. قادیانیوں (ربوہ اور لاہوری گروپ) دونوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔
2. ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔
3. قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔

1953ء کی تحریکِ تحفظِ ختم نبوت انہی تین مطالبوں کے ساتھ شروع کی گئی، ملک کے تمام مذہبی مکاتبِ فکر نے مسلکی اختلافات کے باوجود سب کے ہاں مشترکہ نکتہ اور بنائے اتحاد حضور ختمی مرتبت سید المرسلین سیدنا محمد ﷺ کی ختم نبوت کے عقیدہ کے تحفظ کے لیے تمام مسالک کے نمائندہ علماء نے مجلسِ عمل کے نام سے ایک پلیٹ فارم تشکیل دیا۔ ابوالحسنات مولانا سید محمد احمد قادری، مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی، مولانا سید محمد یوسف بنوری اور دیگر علماء تحریک کی قیادت کرنے والے تھے۔ اسی تحریک میں مولانا عبدالستار خان نیازی اور مولانا سید مودودی کو سزائے موت سنائی گئی، جو بعد میں عمر قید میں بدل دی گئی تھی۔ ملک بھر میں ہزاروں عشاقِ مصطفیٰ ﷺ نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، بالخصوص پنجاب کے فوجی ڈکٹیٹر جنرل اعظم خان کے مظالم کا خندہ پیشانی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ بدقسمتی سے 1953ء کی یہ تحریک اگرچہ کامیابی کی منزل تک تو نہ پہنچ سکی اور حکومتِ وقت سے اپنے مطالبات تو نہ منوا سکی، مگر یہ تحریک عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کے انسداد کے لیے فکری و نظریاتی اور سیاسی طور پر ایسی مستحکم بنیادیں فراہم کر گئی کہ جن پر قائم رہتے ہوئے پوری پاکستانی مسلم سوسائٹی کے اندر عقیدۂ ختم نبوت کی دینی و مذہبی، عمرانی و سماجی، قانونی و سیاسی اہمیت اور باغیانِ ختم نبوت کی ریشہ دوانیوں سے ملت کے وجود کو محفوظ رکھنے کے لیے ان منکرینِ ختم نبوت کا خاتمہ کرنا کتنا ضروری ہے، یوں اگرچہ وقتی طور پر تحریک تھم گئی، مگر اس کی خاکستر میں شعلہ بجھا نہیں تھا۔

تحریک تحفظ ختم نبوت 1974ء

وقت گزرتا گیا منبر و محراب سے تسلسل کے ساتھ فتنۂ قادیانیت کے خلاف صدائیں

بلند ہوتی رہیں اور پے در پے ایسے واقعات پیش آئے کہ 1953ء کی تحریکِ تحفظِ ختم نبوت کی خاکستر میں دبی ہوئی چنگاری ایک ہی پھونک سے بھانبڑ بن گئی۔ مطالبات وہی تین تھے، جو 1953ء کی تحریک میں پیش کیے گئے، ان کے ساتھ ساتھ مرزائیوں کا مکمل سوشل بائیکاٹ پوری امتِ مسلمہ کا نعرہ بن چکا تھا۔ ہر مسلمان عورت، مرد، بچوں، جوانوں اور بوڑھوں کی زبان پر ہمہ وقت یہی نعرہ گونجتا تھا۔ ذوالفقار علی بھٹو کا دورِ حکومت تھا جب مجاہدینِ ختم نبوت اور عشاقِ مصطفیٰ ﷺ اپنے مطالبات لے کر میدان میں اترے تو پہلے تو حکومت نے حکمرانوں کی قدیم روایت سے اس تحریک کو کچلنے کے لیے ہر قسم کا حکومتی ہتھکنڈہ استعمال کیا، مظالم کی ایک نئی داستان رقم کی گئی، لیکن حکومت کی پرتشدد کارروائیوں کے سامنے مجاہدینِ ختم نبوت دبے یا جھکے نہیں، بلکہ سینہ تان کر ناموسِ رسالت اور تحفظِ ختم نبوت پر قربان ہوتے رہے۔ ان دونوں تحریکوں میں عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ نے اپنے جان و مال، عزت و آبرو، آل و اولاد کی قربانی دیتے ہوئے زندانوں کو آباد کیا، علماء نے مسندِ تدریس اور مشائخ نے خانقاہوں اور آستانوں کو چھوڑ کر کال کوٹھریوں کو ذکرِ الٰہی اور صلوٰۃ وسلام کے زمزموں سے روشن کیا۔ پنجاب کی اکثر جیلیں درس گاہوں کا منظر پیش کرنے لگیں، علماء درسِ قرآن وحدیث سے جیل میں بند قیدیوں کی تربیت کرنے لگے، ان کے اخلاق سنوارنے لگے، تو مشائخ وصوفیہ رات کے پچھلے پہروں میں ذکرِ جلی سے سیاہ باطنوں کو حق ھو، اللّٰہ ھو کی ضربوں سے روشن کرنے لگے۔ یوں علماء کے دروس ومواعظ اور اذکار سے جیلوں کے در و دیوار بھی گونجنے لگے تھے۔

عشاقِ خاتم النبیین کو دبانے، جھکانے کی جب ہر حکومتی تدبیر ناکام ہوگئی، جیل خانے اپنی تنگ دامنی زبانِ حال سے پیش کرنے لگے۔ سرزمینِ عشاق کا ذرّہ ذرّہ ختم نبوت زندہ باد اور مرزائیوں کا جو یار ہے...... غدار ہے، غدار ہے وغیرہ نعروں سے گونج رہا تھا۔ جب، ہر حکومتی حکمتِ عملی ناکام ہوگئی اور ہر حربہ فیل ہوگیا تو وزیرِ اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے اعلان کردیا کہ حکومت قادیانی مسئلہ کو بہر صورت حل کر کے رہے گی۔ اس اعلان کے بعد حکومت کی طرف سے علماءِ اسلام کو دعوت دی گئی کہ وہ قادیانیوں سے متعلق مسلمانوں کا موقف پیش کریں اور ساتھ ہی مرزائی جماعت کے دونوں گروپوں یعنی ربوہ گروپ اور لاہوری گروپ کے

0

سربراہان کو بھی کہ اسمبلی میں آکر جماعتی سطح پر اپنا موقف پیش کریں۔ تو اس پر ربوہ گروپ کی طرف سے مرزا ناصر احمد نے اپنے ساتھیوں سمیت اسمبلی میں آکر قادیانیت کا موقف واضح کیا، جب کہ صدرالدین نے مرزائیوں کے لاہوری گروپ کی طرف سے اپنے ساتھیوں سمیت نمائندگی کی اور اپنا موقف پیش کیا۔ یوں کئی روز کے مباحثہ اور سوال و جواب کے بعد اراکینِ قومی اسمبلی اس نتیجہ پر پہنچے کہ قادیانیوں کے بارے میں مسلمانوں کی یہ رائے درست ہے کہ مرزائی مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے کی وجہ سے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اس تاریخی موقع پر بانی تحریکِ تحفظِ ختم نبوت، خلیفۂ اوّل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے برصغیر میں موجود خانوادۂ صدیقی کے چشم و چراغ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دیگر ساتھیوں مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا سید محمد علی، مولانا مفتی محمود، پروفیسر غفور احمد وغیرہ کے ساتھ مل کر عقیدۂ ختم نبوت سے متعلق اسلام کا مقدمہ پیش کیا۔ جب بحث مباحثہ کے بعد طرفین کی طرف سے پیش کردہ دلائل کی بنیاد پر یہ بات ثابت ہو گئی کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکار (ربوہ اور لاہوری گروپ دونوں) اپنے عقائد و نظریات کی روشنی میں دینِ اسلام سے انحراف و ارتداد کر چکے ہیں، اس لیے اب ان کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، تو اس کے بعد اس تاریخی موقع پر مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایوان میں قادیانیوں کے دونوں گروپوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تاریخ ساز قرارداد پیش کی، جس کو پورے ایوان نے متفقہ طور پر منظور کر لیا۔

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے ساتھ ہی آئینِ پاکستان 1973ء میں دوسری آئینی ترمیم کے ذریعہ سے قادیانیوں کے دونوں گروپوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ چنانچہ اس وقت کے وزیر قانون جو اس سارے معاملہ میں بطور انچارج وزیر ذمہ داریاں نبھا رہے تھے، جناب عبدالحفیظ پیرزادہ نے اس مقصد کے لیے آئینِ پاکستان میں ترمیم کے لیے ایک بل مرتب کیا، وہ درج ذیل ہے:

ہرگاہ یہ قرینِ مصلحت ہے کہ بعد ازیں درج اغراض کے لیے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مزید ترمیم کی جائے۔ لہٰذا بذریعہ ہٰذا حسبِ ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے:

1 ...... مختصر عنوان اور آغازِ نفاذ

(۱) ...... یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) ایکٹ 1974ء کہلائے گا۔

(۲) ...... یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

2 ...... آئین کی دفعہ 106 میں ترمیم

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں جسے بعد ازیں آئین کہا جائے گا، دفعہ 106 کی شق (3) میں لفظ فرقوں کے بعد الفاظ اور قوسین اور قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) درج کیے جائیں گے۔

3 ...... آئین کی دفعہ 260 میں شق (2) کے بعد حسبِ ذیل نئی شق درج کی جائے گی، یعنی (3) جو شخص حضرت محمد ﷺ جو آخری نبی ہیں، کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی بھی مفہوم میں کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے، وہ آئین یا قانون کے اغراض کے لیے مسلمان نہیں ہے۔

بیان اغراض و وجوہ

جیسا کہ تمام ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پایا ہے، اس بل کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے تاکہ ہر وہ شخص جو حضرت محمد ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے، اسے غیر مسلم قرار دیا جائے۔ عبدالحفیظ پیرزادہ، وزیر انچارج

یہ تھی وہ تاریخی قرارداد جو مولانا شاہ احمد نورانی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لیے قومی اسمبلی کے ایوان میں پیش کی تھی اور پورے ایوان نے اس کو متفقہ طور پر منظور کیا تھا، کی منظوری کے بعد آئینِ پاکستان میں کی گئی ترمیم کا مکمل متن، جس میں غیر مبہم اور واضح الفاظ میں مرزا غلام احمد قادیانی جو مدعیٔ نبوت تھا اور اس کے دعویٰ کو تسلیم کرنے والوں، جن کو عرف عام میں قادیانی اور لاہوری گروپ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، غیر مسلم قرار دیا گیا ہے۔

1

ایک شہری کی قومی ذمہ داری

کسی بھی ریاست کے شہری کی یہ قومی اور بنیادی ذمہ داری، قانونی واخلاقی فریضہ ہے کہ وہ ہر قسم کے ذاتی مفادات اور اغراض سے بالاتر ہو کر ریاست کا شہری ہونے کی حیثیت سے ریاست کے آئین وقانون کو غیر مشروط طور پر تسلیم کرتے ہوئے آئین وقانون کو اس کی روح وغرض ووجہ کے مطابق تسلیم کرے اور اس پر عمل کرے۔

پاکستان الحمد للہ ایک آزاد ریاست ہے، جس کا اپنا مستقل آئین ہے اور اس کے اندر ہر شہری ذمہ داریوں کو واضح طور پر درج کر دیا گیا ہے، اس لیے ریاست پاکستان کے شہری ہونے کی وجہ سے یہاں رہنے والے تمام مذاہب کے پیروکاروں کے لیے آئینی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اس کی ہر شق پر اس کی روح کے مطابق عمل کرنا قانونی تقاضا اور آئینی فریضہ ہے، جو اس پر عائد ہوتا ہے، لہٰذا پاکستان کے شہری ہونے کی وجہ سے قادیانی حضرات جو خود کو احمدی کہلاتے ہیں، کے تمام افراد پر بھی آئین کے اس فرمان کو تسلیم کرتے ہوئے اس پر عمل اسی طرح لازمی ہے، جس طرح باقی مذاہب کے لوگوں پر اس کی پابندی کرنا اور عمل کرنا ضروری اور لازمی ہے۔

قادیانی پاکستانی کے شہری ہیں

قادیانیت اور جمہور اہلِ اسلام کے درمیان گزشتہ پچاس سال سے یہ نزاع چل رہا ہے کہ قادیانی مذہب سے تعلق رکھنے والے لوگ پاکستان کے متفقہ آئین وقانون کو تسلیم کرتے ہوئے نہ تو خود کو مسلمان ظاہر کریں اور نہ اپنے مذہب کو اسلام کا نام دیں اور نہ ہی وہ دینِ اسلام کے شعار کو اختیار کریں اور نہ اسلام اور مسلمانوں کی دینی وملی اصطلاحات کو استعمال کریں، تاکہ خام ذہن، کم فہم اور کم علمی کی وجہ سے سادہ لوح لوگوں کو مسلمانوں اور مرزائیوں، جو اپنے عقائد ونظریات کی بنا پر کافر اور مرتد ہیں، ان کے درمیان کوئی اشتباہ واقع نہ ہو۔ اس طرح عام وخاص کے دین وایمان کا تحفظ بھی ہوگا اور معاشرہ کے اندر امن وامان کی صورتحال بھی خراب نہیں ہوگی، یوں فریقین کے لوگ امن وسکون کی زندگی گزاریں گے۔

لیکن قادیانیوں کا اصرار اور ضد ہے

کہ ہم پاکستان کے اس آئین اور قانون کو نہیں مانتے، اس لیے کہ ہر شخص کو یہ بنیادی حق

1

حاصل ہے کہ وہ جو چاہے مذہب اختیار کرے، اسے زبردستی کسی مذہب سے روکا نہیں جاسکتا اور نہ کسی مذہب کے قبول کرنے پر اسے مجبور کیا جاسکتا ہے، لہٰذا ہم نے اپنی مرضی سے مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد ونظریات کو اختیار کیا ہے، تو یہ ہمارا بنیادی حق ہے، جس سے ہم کو محروم نہیں کیا جاسکتا۔

مرزائی حضرات کا یہ استدلال بہت واضح ہے اور اس کا جواب بھی اس سے زیادہ واضح ہے، یوں کہ جب کہ قادیانیوں نے دینِ محمدی کو ترک کر کے مرزا غلام احمد قادیانی کے پیش کردہ مذہب کو اختیار کرلیا، تو اب وہ دینِ محمدی پر نہ رہے اور مسلمان تو صرف دینِ محمدی کے ماننے والوں اور اس پر عمل کرنے والوں کو کہا جاتا ہے۔ جب وہ دینِ محمدی پر نہ رہے، اس کو ترک کر کے انہوں نے مرزا صاحب کا نیا مذہب اختیار کرلیا، تو ان کو یہ اصرار اور ضد چھوڑ دینی چاہیے کہ وہ مسلمان ہیں، بلکہ آئینِ پاکستان کے مطابق اپنی مذہبی پوزیشن کو واضح کرتے ہوئے ایک مہذب شہری کی طرح آئینِ پاکستان کو تسلیم کرتے ہوئے اس پر عمل پیرا ہونا چاہیے، تاکہ معاشرتی طور پر کسی بھی انسان کو کسی پریشانی اور قانونی مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

قادیانیوں کی آئین شکنی کے باعث معاشرے میں فساد اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب وہ خود کو مسلمان ظاہر کرتے ہوئے جمہور اہلِ پاکستان کو اذیت پہنچاتے ہیں۔ عقل عام بھی اس امر کا حکم دیتی ہے کہ جب انہوں نے دینِ اسلام، جس کا بنیادی اور امتیازی عقیدہ حضور ختمی مرتبت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی ختم نبوت پر غیر متزلزل اور غیر مشروط ایمان رکھنا ہے اور مرزائی ایسا عقیدہ نہیں رکھتے، بلکہ اس کے برعکس وہ جھوٹے مدعیٔ نبوت کے دعویٰ کو درست مانتے ہوئے اسے سچا نبی مانتے ہیں (معاذ اللہ) اسی سے معاشرے میں فتنہ وفساد پیدا ہوتا ہے اور جھگڑے ہوتے اور عدالتوں تک معاملات پہنچتے ہیں۔

فتنۂ قادیانیت کے انسداد کی قانونی تاریخ

7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانی اور لاہوری دونوں گروپوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا تھا، دس سال تک اس حوالے سے کوئی قانون سازی نہ ہوسکی، کہ اگر کوئی آئینی ترمیم کو نہیں مانتا اور اس سے انحراف وبغاوت کرتا ہے تو اس کی کیا سزا ہوگی؟ ان دس سالوں میں ملک بھر میں مسلمانوں اور قادیانیوں کے مابین

کئی مقامات پر مقدمہ بازی ہوتی رہی، بالآخر 1984ء میں جنرل ضیاء الحق کے دَور میں انسدادِ قادیانیت کے عنوان سے ایک صدارتی آرڈیننس کے ذریعہ سے قادیانیوں کا آئینی فرمان سے انحراف اوراس کی نافرمانی کو جرم قرار دیتے ہوئے اس کے لیے سزا مقرر کردی گئی، مگراس کے باوجود قادیانی آئین شکنی سے باز نہ آئے تو پھراس مسئلہ کے حل کے لیے پاکستان کی عدالت ہائے عالیہ اورعدالتِ عظمی کی طرف رجوع کیا گیا۔ یہ رجوع مسلمانوں کی طرف سے بھی تھا اور بعض عدالتوں میں قادیانی بھی اپنا مقدمہ لے کر ان عدالتوں کی طرف گئے، جہاں کئی کئی مہینوں کی بحث کے بعد عدالتوں نے فریقین کے وکلاء کے دلائل، جواب، جواب الجواب سب کوسن کر جو فیصلے صادر فرمائے، ان کے مطابق آئینی طور پر قادیانی (دونوں گروپ) غیر مسلم ہیں، جومسلمانوں کی دینی اصطلاحات اور شعار کو اختیار نہیں کر سکتے۔ مسلمانوں اور قادیانیوں کی طرف سے پاکستان کی عدالتوں میں جتنے بھی مقدمات دائر کیے گئے ہیں، ان سب میں یہ بات مشترک ہے کہ تمام عدالتوں کے فاضل جج صاحبان نے آئین وقانون کے مطابق قادیانیوں (دونوں گروپوں) کے متعلق یہی فیصلہ دیا کہ وہ نہ تو خود کو مسلمان ظاہر کر سکتے ہیں، نہ اپنے مذہب کو اسلام کا نام دے سکتے ہیں، نہ اسلامی اصطلاحات استعمال کر سکتے ہیں اور نہ ہی اپنی مذہبی شخصیات کے لیے اسلامی شخصیات کو دیے جانے والے القابات دے سکتے ہیں۔ متعدد فیصلوں کے اندر مذکورہ بالا امور شامل ہیں۔ ذیل میں ہم ان میں سے صرف ایک مقدمے کے فیصلہ کا ایک پیرا گراف بطورِ حوالہ درج کررہے ہیں۔

سپریم کورٹ آف پاکستان میں 1993ء میں قادیانیوں کی طرف سے ایک مقدمہ کے فیصلہ پر نظر ثانی کے لیے اپیل دائر کی گئی، یہ بلوچستان ہائی کورٹ کوئٹہ نے 22/دسمبر 1987ء کو مرزائیوں کے خلاف ایک فوجداری مقدمہ میں سنایا تھا، جس کے مطابق انہیں اسلامی اصطلاحات کے استعمال سے منع کیا گیا تھا۔ اس فیصلہ کے خلاف مرزائیوں نے نظر ثانی اپیل دائر کی، جس کا فیصلہ 3/جولائی 1993ء کو سنایا گیا، اس فیصلہ میں فاضل جج صاحبان کی طرف سے یہ لکھا گیا:

''احمدی دوسری اقلیتوں کی طرح اپنے مذہب پر عمل کرنے میں آزاد ہیں

اور ان کے اس حق کو قانون یا انتظامی احکام کے ذریعے کوئی نہیں چھین سکتا، بہر حال ان پر لازم ہے کہ وہ آئین، قانون کا احترام کریں اور انہیں اسلام سمیت کسی دوسرے مذہب کی مقدس ہستیوں کی بے حرمتی یا توہین نہیں کرنی چاہیے، نہ ہی ان کے مخصوص خطابات، القابات، اصطلاحات استعمال کرنی چاہیے، نیز مخصوص نام مثلاً مسجد اور مذہبی عمل مثلاً اذان وغیرہ کے استعمال سے اجتناب کرنا چاہیے، تاکہ مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچے اور لوگوں کو عقیدے کے بارے میں گمراہ نہ کیا جائے یا دھوکہ نہ دیا جائے''---[فیاض اختر ملک، قادیانیت کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، 1993ء، ص 591]

حقیقت یہی ہے کہ معاشرے میں قادیانی فتنہ کے تناظر میں فساد پیدا ہونے کا اصل سبب ہی یہی ہے کہ قادیانیوں کے دونوں گروہ پاکستان کے آئین اور قانون دونوں کو تسلیم کرنے اور ان پر عمل کرنے کو تیار ہی نہیں ہیں، یوں موقع بموقع مسلمانوں کو اشتعال دلانے کی شیطانی حرکت کرتے رہتے ہیں، جیسا کہ ایسے ہی مقدمہ میں وفاقی شرعی عدالت میں دلائل دیتے ہوئے ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے بھی کہا تھا، جیسا کہ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ میں فاضل جج صاحبان لکھتے ہیں:

''ہم پروفیسر طاہر القادری کی اس رائے سے متفق ہیں کہ اگر قادیانی آئینی دفعات کی پابندی کریں تو اس آرڈی ننس کے نفاذ کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔ مذہب کی تبلیغ پر پابندی لگانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے''---[قادیانیوں کے بارے میں وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ، مترجم محمد بشیر ایم اے، دار العلم اسلام اباد 1985ء، ص 201]

قادیانیوں کو امتِ مسلمہ سے کس نے نکالا؟

قادیانی پاکستان سے لے کر بین الاقوامی سطح تک امتِ مسلمہ پر الزام لگاتے ہوئے یہ پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں اور عالمی دنیا کے سامنے خود کو مظلوم بنا کر پیش کرتے ہیں کہ ہمیں حکومت پاکستان نے ناجائز طور پر امت سے خارج کیا ہے، حالانکہ ہم سچے اور اصلی مسلمان ہیں۔ اس طرح کے پروپیگنڈا سے وہ بالخصوص مغربی اور یورپین لوگوں اور حکومتوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ ان کا

زہریلا پروپیگنڈا سراسر جھوٹ پر مبنی ہے اور حقیقت اس کے برعکس ہے۔

قادیانی پروپیگنڈا کا جواب

قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیے جانے کے حوالے سے ان (مرزائیوں) کا یہ کہنا کہ ہمیں پاکستان کے اقتدارِ اعلیٰ نے امتِ مسلمہ سے ناجائز طور پر خارج کر دیا ہے۔ ان کا یہ کہنا مسلمانوں پر تہمت اور کھلی کذب بیانی ہے کہ مسلمانوں نے مرزائیوں کو خود سے الگ یا خارج کیا ہے، بلکہ جمہور مسلمانوں سے الگ ہونا قادیانیوں کی اپنی خواہش اور پالیسی تھی۔ اقبال اس کی طرف دہائیوں پہلے توجہ دلا چکے تھے، جیسا کہ گزشتہ سطور میں گزر چکا ہے۔ اقبال کا مختصر اقتباس دوبارہ ملاحظہ ہو۔ علامہ اقبال نے حکومت برطانیہ کو مشورہ دیا تھا:

''میرے نزدیک حکومت کے لیے بہترین راستہ یہ ہے کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت قرار دے دے اور یہ ان کی پالیسی کے بھی عین مطابق ہوگا۔ ادھر مسلمان بھی ان کے ساتھ وہی رواداری برتیں گے جو وہ باقی مذاہب کے بارے میں اختیار کرتے ہیں'' ---[حرفِ اقبال، ص 109]

کسی بھی قوم کی وحدت واستحکام کے دو ہی طریقے ہوتے ہیں، مثلاً:

❶ ...... مشترکہ مذہبی اقدار وروایات (ان میں عقائد، عبادات سب شامل ہوتے ہیں)

❷ ...... مشترکہ سماجی ومعاشرتی اقدار وروایات (جیسے مناکحت، معاملات، غمی وخوشی وغیرہ شامل ہوتے ہیں)

مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے پیروکار بالخصوص اس کا خلیفہ ثانی کی چند عبارات ملاحظہ ہوں، پھر وجودِ امت سے علیحدہ کرنے کے الزام کا جائزہ لیں تو آپ پر چمکتے ہوئے سورج کی طرح حقیقت واضح ہو جائے اور آپ کے لیے انصاف کرنا آسان ہوگا۔

''خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں'' ---[تذکرہ مجموعہ الہامات، ص 600]

''علاوہ ازیں جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا، کیوں کہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیش گوئی موجود ہے............ اب جو شخص خدا اور رسول کے احکام کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالیٰ کے

نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو باوجود صد ہا نشانوں کے مفتری ٹھہراتا ہے، تو وہ مومن کیوں کر ہوسکتا ہے'' ---[حقیقت الوحی، ص 160]

''مجھے دکھایا گیا کہ جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہوگا'' ---[اشتہار معیار الاخبار، 25 / مئی 1903]

مرزا غلام احمد قادیانی کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود (جو اس کا بیٹا بھی ہے) نے الفضل، مورخہ 30 / جولائی 1931ء طلباء سے خطاب کرتے ہوئے مسلمانوں کے ساتھ علاقہ ورشتہ کے بارے میں نصیحت کرتے ہوئے کہا:

''مرزا غلام احمد صاحب کے زمانہ سے یہ بحث چلی آرہی ہے کہ آیا احمدیوں کے لیے دینیات کی تعلیم کے مستقل مراکز ہونے چاہییں یا نہیں؟ ایک نقطۂ نظر اس کے خلاف تھا، ان کی دلیل یہ تھی کہ احمدیوں اور مسلمانوں کے مابین چند اختلافات حضرت صاحب نے دور کر دیے تھے اور انہوں نے صرف معقولات کی تعلیم دی ہے۔ جہاں تک دوسرے علوم کا تعلق ہے، ان کی تعلیم دوسرے سکولوں میں حاصل کی جاسکتی ہے۔ دوسرا نقطۂ نظر اس کی حمایت میں تھا'' ---

پھر خود مرزا صاحب نے اس کی اس طرح وضاحت کی کہ:

''یہ کہنا درست نہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ احمدیوں کا اختلاف محض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت اور بعض دوسرے مسائل پر ہے، ان کے مطابق یہ اختلاف وجودِ باری تعالیٰ، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات، قرآن، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے بارے میں بھی ہے'' ---

مذکورہ بالا مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے بیٹے کے اقتباسات سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ مرزائیوں کو مسلمانانِ پاکستان یا مقتدرِ اعلیٰ نے امتِ مسلمہ کے وجود سے الگ کرنے کا الزام سوائے دجل وفریب کے کچھ نہیں، بلکہ یہ ان مرزائیوں کی پالیسی تھی اور خواہش تھی۔ چنانچہ انہوں نے سماجی زندگی اور معاملات میں ہر پہلو سے مسلمانوں سے ترکِ تعلق کا طریقہ اختیار کیا، چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔ مرزا غلام احمد

اپنے پیروکاروں کو نصیحت کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''میں تم کو بتاکید منع کرتا ہوں کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھو''---

[الحکم،7/فروری1903ء]

مرزا بشیرالدین محمود ابن مرزا غلام احمد قادیانی اپنی جماعت والوں سے کہتا ہے:

''باہر سے لوگ بار بار پوچھتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے اتنی دفعہ یہی کہوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں، جائز نہیں، جائز نہیں---

ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے لیے ایک نبی (مرزا غلام احمد) کے منکر ہیں، یہ دین کا معاملہ ہے،اس میں کسی کا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے''---

[انوارِ خلافت،ص990]

''قرآن شریف سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسا شخص جو بظاہر اسلام لے آیا ہے لیکن یقینی طور پر اس کے دل کا کفر معلوم ہو گیا ہے تو اس کا بھی جنازہ جائز نہیں، پھر غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا کس طرح جائز ہوسکتا ہے''---[انوارِ خلافت،ص92]

محولہ بالا قادیانی عبارات سے واضح ہو گیا کہ مسلمانوں نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کو امتِ مسلمہ کے وجود سے الگ نہیں کیا، بلکہ اپنے اوّل روز سے انہوں نے خود ہی امت کے اجتماعی وجود سے الگ عقائد و نظریات اور طرزِ عمل اختیار کر کے خود کو شجرِ امت سے کاٹ کر الگ کر لیا تھا اور ایک سیاسی فرقہ کا روپ دھار لیا تھا، یوں پاکستان کے مقتدر اعلیٰ نے وجودِ امت سے الگ شناخت دے کر ان کی خواہش کو پورا کر دیا ہے تاکہ مسلمانوں کے دین اور ایمان کی حفاظت کی جا سکے۔

قادیانیوں کی ایک اور مغالطہ آفرینی

قادیانی لوگ دنگا فساد کرتے ہوئے معاشرے میں اپنے کفر و ارتداد کے جراثیم کو پھیلاتے ہوئے جو مختلف غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں،ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ناپختہ ذہن، کم علم و شعور رکھنے والے سادہ لوح مسلمانوں کو عام طور پر یہ کہتے ہیں کہ یہ مولویوں کا پھیلایا ہوا جھگڑا ہے، ورنہ ہم اسی طرح سے نماز، روزہ اور دیگر عبادات

بجالاتے ہیں جس طرح باقی مسلمان ان عبادات کوادا کرتے ہیں اور یہ کہ ہم بھی وہی کلمہ پڑھتے ہیں اوراسی قرآن کوہم مانتے ہیں اور پڑھتے ہیں جس کوسارے مسلمان مانتے ہیں اور یہ کہ ہم بھی حضرت محمد ﷺ کوافضل الانبیاء مانتے ہیں جس طرح دوسرے لوگ مانتے ہیں، اس لیے ہم میں مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں، بس مولویوں نے جھگڑے ڈال رکھے ہیں۔

اس طرح کی مغالطہ آفرینیوں سے وہ سادہ دل، کم تعلیم یافتہ اور غریب مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسانے میں کامیاب ہوجاتے ہیں۔

قادیانی مغالطہ کا جواب

قادیانیوں کا یہ مغالطہ ہی نہیں بلکہ ایک بہت بڑا فریب ہے، جس کے ذریعے وہ ایک سادہ لوح مسلمان کو اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش کرتے ہیں، اس طرح کہ مسلمانوں اور قادیانیوں سمیت کافروں میں مابہ الامتیاز فرق حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذاتِ مقدسہ ونبوت ورسالت پرایمان لانا ہے۔ یہود ونصاریٰ جواہلِ کتاب ہیں، ان کو مسلمان اسی لیے نہیں کہا جاتا کہ نبوتِ محمدی پرایمان نہیں رکھتے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ احکام شرعیہ توان کی شرائع میں بھی پائے جاتے ہیں اور وہ ان پراپنے مذہب کے مطابق عمل بھی کرتے ہوں گے، لیکن انہیں مسلمان نہیں کہا جاتا اور نہ کبھی انہوں نے کسی بھی سطح پر اور کسی بھی شکل وصورت میں خودکومسلمان قرار دینے کا مطالبہ کیا ہے اور نہ اس پراصرار کیا ہے، لہٰذا اس مسئلہ پر کبھی ان کے درمیان نزاع پیدا نہیں ہوا۔

عہدنبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر آج کے اس دور تک یہود ونصاریٰ بالخصوص مسیحوں کے درمیان مناظرہ ومباحثہ کا بازار گرم رہا ہے اور کئی مسائل پرتحریری وتقریری مقابلے بھی ہوتے رہے ہیں، لیکن کبھی اس مسئلہ پر بحث نہیں ہوئی کہ کوئی عیسائی یہ کہے کہ توحیدورسالت اور قیامت وکتب پرایمان رکھنے کی وجہ سے ہم مسلمان ہیں اور مسلمانوں کوان کی تردید کرنے کی ضرورت پیش آئی ہو، ایسا کبھی نہیں ہوا۔ اس کے برعکس مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان سب سے بڑا اور اصلی اختلاف اور مابہ الامتیاز فرق حضور سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت اور رسالت، شرف وکمال اور ہرطرح کی افضلیت وفضیلت کوتسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی مابہ الامتیاز فضیلت واختصاص، خاتمیتِ نبوت ورسالت پر غیر مشروط، غیر متزلزل اور ہرقسم کی

5

حد و قید سے بالا ایمان رکھنا ہے اور ہوائے نفسانی کے ظلی و بروزی، کامل و ناقص ایسے شیطانی وساوس کی گرد سے پاک عقیدہ رکھنا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی بھی اور کسی بھی قسم کا نبی قیامت تک دنیا میں نہیں آئے گا، جب کہ قادیانی لوگ مرزا غلام احمد قادیانی متنبی قادیان کی نبوت کا عقیدہ رکھتے ہیں، بلکہ ہر وہ شخص جو مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کو تسلیم نہیں کرتا اسے وہ کافر قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ مرزا محمود احمد نے سب جج گورداس پور کی عدالت میں ایک بیان دیتے ہوئے مسلمانوں کے بارے میں اپنا موقف یوں بیان کیا تھا:

''اس کی وجہ کہ غیر احمدی کافر کیوں ہیں؟ قرآن کریم نے بیان کی ہے، وہ اصول جو قرآن بتاتا ہے، اس سب کا انکار یا اس کے کسی ایک حصہ کے نہ ماننے سے کافر ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ کا انکار کفر ہے، سب نبیوں کا یا نبیوں میں سے کسی ایک کا انکار کفر ہے، کتبِ الٰہی کا انکار کفر ہے، ملائکہ کے انکار سے انسان کافر ہو جاتا ہے وغیرہ۔ ہم چونکہ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اور غیر احمدی آپ کو نبی نہیں مانتے، اس لیے قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق کہ کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے، اس لیے غیر احمدی کافر ہیں'' ---[الفضل، بابت 26 تا 29 / جون 1922ء]

مرزا محمود احمد کی اس تصریح کے بعد کیا یہ ممکن ہے کہ آئینِ پاکستان، قانون اور اعلیٰ عدالتوں کے فیصلہ جات کو نظر انداز کرتے ہوئے قادیانی، احمدی یا لاہوری گروپ، کسی کو بھی اس امر کی اجازت دی جائے کہ مخصوص تنظیمی و جماعتی اجتماع میں کسی بھی مسلمان یا کسی ایسے شخص کو دعوت دے کر بلائے جو ان کی تنظیم یا جماعت (قادیانی جماعت) سے تعلق نہ رکھتا ہو۔

کیا آئینِ پاکستان و قانون اسے اپنی سرگرمیاں جاری رکھنے کی اجازت دیتا ہے۔

(یہی وجہ ہے کہ حالیہ مبارک ثانی کیس میں آئین و قانون کے تقاضوں کو نظر انداز کر کے قادیانیوں کے لیے جس طرح سہولت کاری کی گئی ہے، اس پر فدایانِ ختم نبوت سراپا احتجاج ہیں)

[باقی آئندہ]

❀❀❀❀❀

1

فضیلتِ نبوی

(نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سایہ نہ تھا)

فتاویٰ نوریہ کی روشنی میں

ڈاکٹر حافظ معاذ احمد نوری قادری

قرآنی دلائل

یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَكُمْ كَثِیْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ ؕ۬ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌۙ ---[1]

''اے اہلِ کتاب! بے شک آ گیا ہے تمہارے پاس ہمارا رسول جو کھول کر بیان کرتا ہے تمہارے لیے بہت سی ایسی چیزیں جنہیں تم چھپایا کرتے تھے، کتاب سے اور درگزر فرماتا ہے بہت سی باتوں سے، بے شک تشریف لایا ہے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور ظاہر کرنے والی کتاب''---

6

فقیہ اعظم مفتی ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عدم سایہ کے دلائل میں مذکورہ آیت سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں، اس پر ایمان دار کا ایمان ہی شاہد عادل ہے۔ جمہور ائمہ کرام، علماء عظام ہر دَور میں تصریحات فرماتے چلے آرہے ہیں۔ اسم ''نور'' نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماءِ مبارکہ میں سے ہے، سب سے بڑی شہادت وہ ہے جو خود نور پیدا کرنے والے نے بیان فرمائی ہے۔ فرمایا:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ○---[۲]

''تحقیق آیا تمہارے پاس خدا کی طرف سے ایک نور اور روشن کتاب''---[۳]

مولانا نعیمی رحمۃ اللہ علیہ مولانا نور محمد جوڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے عدم سایہ پر لکھے گئے تیرہ اشعار کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ان اشعار کی تشریح حافظ محمد صاحب لکھی کی والے اس طرح کرتے ہیں:

وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ○---[۴]

یعنی اور نہیں بھیجا ہم نے تم کو مگر رحمت واسطے جہانوں کے، پس گویا سایہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہی ہے، اس لیے جو شخص قابلِ رحمت ہے، وہ اس کے سایہ کے نیچے آجاتا ہے''---[۵]

آٹھویں بیت میں عدم سایہ پر درج ذیل آیت سے استدلال کرتے ہیں:

فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَ فَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ○---[۶]

یعنی ایک گروہ بہشتی اور ایک گروہ دوزخی، پس مناسب نہ تھا کہ کوئی شخص اس کے سائے کے نیچے آئے اور دوزخی ہوجائے''---[۷]

لغوی اور تفسیری اصول

نعیمی رحمۃ اللہ علیہ تفسیری اصول نقل کرتے ہیں کہ:

''قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ○[۸] میں نور سے مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور واؤ عاطفہ اس طرف اشارہ کرتی ہے''---

مذکورہ آیت کے ماتحت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أَنَّ الْعَطْفَ يُوْجِبُ الْمُغَايَرَةَ بَيْنَ الْمَعْطُوْفِ وَ الْمَعْطُوْفِ عَلَيْهِ---[۹]

''بے شک عطف، معطوف اور معطوف علیہ کے مابین مغایرت کو لازم کرتا ہے''---

نیز فرماتے ہیں:

أَنَّ الْمُرَادَ بِالنُّوْرِ مُحَمَّدٌ وَ بِالْكِتَابِ الْقُرْآنُ---[۱۰]

''تحقیق نور سے مراد محمد ﷺ اور کتاب سے مراد قرآن مجید ہے''---

پھر لکھتے ہیں:

لِأَنَّ ظِلَّ شَخْصِهِ الشَّرِيْفِ كَانَ لَا يَظْهَرُ فِيْ شَمْسٍ وَّ لَا قَمَرٍ---[۱۱]

''تحقیق آنحضرت ﷺ کا سایہ دھوپ اور چاندنی میں ظاہر نہ ہوتا تھا''---

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے ماتحت لکھتے ہیں:

سُمِّيَ الرَّسُوْلُ نُوْرًا لِاَنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ أَظْهَرَهُ بِالْحَقِّ بِنُوْرِ قُدْرَتِهٖ مِنْ ظُلْمَةِ الْعَدَمِ كَانَ نُوْرَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ---[۱۲]

''رسولِ پاک ﷺ کا اسم گرامی نور اس لیے رکھا گیا کہ حق تعالیٰ نے اپنے نورِ قدرت سے جملہ اشیاء سے پہلے آپ کے نور مبارک کو ظلمتِ عدم سے ظاہر فرمایا''---

جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جو اپنی تفسیر جلالین میں راجح قول پر اعتماد کرتے ہیں، لکھتے ہیں:

هُوَ نُوْرُ النَّبِيِّ ﷺ---[۱۳]

''آیت میں نور سے مراد نبی پاک ﷺ کا نور ہے''---

علاء الدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

يَعْنِيْ: مُحَمَّدًا (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ)---[۱۴]

''نور سے مراد محمد ﷺ ہیں''---

عدم سایہ پر احادیث سے استدلال

مفتی محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ عدم سایہ پر نبی پاک ﷺ کی اس دعا سے استدلال کرتے ہیں، جو سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا فِیْ قَلْبِیْ، وَ نُوْرًا فِیْ قَبْرِیْ، وَ نُوْرًا مِّنْ بَیْنِ یَدَیَّ، وَ نُوْرًا مِّنْ خَلْفِیْ، وَ نُوْرًا عَنْ یَمِیْنِیْ، وَ نُوْرًا عَنْ شِمَالِیْ، وَ نُوْرًا مِّنْ فَوْقِیْ، وَ نُوْرًا مِّنْ تَحْتِیْ، وَ نُوْرًا فِیْ سَمْعِیْ، وَ نُوْرًا فِیْ بَصَرِیْ، وَ نُوْرًا فِیْ شَعْرِیْ، وَ نُوْرًا فِیْ بَشَرِیْ، وَ نُوْرًا فِیْ لَحْمِیْ، وَ نُوْرًا فِیْ دَمِیْ، وَ نُوْرًا فِیْ عِظَامِیْ، اَللّٰھُمَّ اَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا، وَ اَعْطِنِیْ نُوْرًا، وَ اجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا---[۱۵]

''الٰہی! بنا دے میرے دل میں نور، میری قبر میں نور، میرے آگے نور، میرے پیچھے نور، میری دائیں جانب نور، میری بائیں جانب نور، میرے اوپر نور، میرے نیچے نور، میرے کان میں نور، میری آنکھ میں نور، میرے بالوں میں نور، میرے پوست میں نور، میرے گوشت میں نور، میرے خون میں نور اور میری ہڈیوں میں نور، اے اللہ بڑا کر دے میرے لیے نور اور عطا کر دے مجھے نور اور بنا دے میرے لیے نور''---

نبی پاک ﷺ کو نور حسی نہ ماننے والے اس مذکور حدیث کے حوالے سے اگر یہ اعتراض کریں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو پہلے ہی نور بنا کر بھیجا تو پھر طلبِ نور کی دعا کیوں؟ اس کے جواب میں مفتی محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''صورت تحدیث بالنعمۃ و استدامت و تواضع و تعلیم امت میں تو مدعا حاصل ہی ہے اور اگر بالفرض طلبِ غیر حاصل ہی مقصود ہو، تب بھی مقصود حاصل کہ حدیث شریف میں وارد:

کُلُّ نَبِیٍّ یُجَابُ---[۱۶]

''ہر نبی کی دعا قبول کی جاتی ہے''---

بلکہ قرآن کریم کا فرمان مبین:

قَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ط---[۱۷]

''تمہارے رب نے فرمایا، مجھ سے دعا کرو، میں قبول کروں گا''---

اور

اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ---[۱۸]

''قبول کرتا ہوں دعا، دعا کرنے والے کی، جب وہ دعا مانگتا ہے''---

یعنی اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ نبی نور نہیں تب بھی اس دعا سے مدعا حاصل ہوا، کیوں کہ ہر نبی کی دعا قبول کی جاتی ہے۔ مذکورہ آیات میں جب اللہ پاک کا وعدۂ کرم عام آدمی سے یہ ہے کہ میں دعا قبول کرتا ہوں، تو نبی کی دعا زیادہ حق دار ہے کہ اسے قبولیت حاصل ہو۔

حدیث مذکور سے مفتی محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اپنے استنباط کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

''ثابت ہوا کہ محبوبِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اعضاءِ مبارکہ میں نور ہی نور تھا بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ہی تھے اور طرفہ یہ کہ آگے پیچھے، دائیں بائیں، اوپر نیچے نور ہی نور تھا، تو اس کیفیتِ مبارکہ کا تصور ہی صریح طور پر ثابت کر دیتا ہے کہ آپ کے لیے سایہ کی کوئی صورت ہی نہ تھی۔ انسان جو صحیح معنی میں انسان ہے، اگر دل سے مضمون حدیث ہذا کی تصدیق کرتے ہوئے نظر کرے تو آفتاب سے بھی زیادہ روشن پائے گا کہ اس آفتابِ ربانی کے لیے سایہ ہو ہی نہیں سکتا''---[۱۹]

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حکیم ترمذی سے روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ ذَكْوَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يُرٰى لَهٗ ظِلٌّ فِيْ شَمْسٍ وَّ لَا قَمَرٍ---[۲۰]

''حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے دھوپ میں سایہ نہیں دیکھا جاتا تھا اور نہ چاندنی میں''---

صاحبِ روح البیان، امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الاشارات کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں:

وَ دَخَلَ عَلَيْهِ عُثْمَانُ فَاسْتَشَارَهٗ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخَذْتُ بَرَاءَةَ عَائِشَةَ مِنْ ظِلِّكَ لِاَنِّيْ رَأَيتُ اللّٰهَ صَانَ ظِلَّكَ اَنْ يَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اَيْ لِاَنَّ ظِلَّ شَخْصِهِ الشَّرِيْفَ كَانَ لَا يَظْهَرُ فِيْ شَمسٍ وَّ لَا قَمَرٍ لِئَلَّا يُوْطَأَ بِالْاَقْدَامِ---[۲۱]

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (امّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے) مشورہ لیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یقیناً اللہ پاک نے ضرور محفوظ کیا ہے آپ کے سایہ کو زمین پر

8

واقع ہونے سے، یعنی آپ ﷺ کا سایہ دھوپ اور چاندنی میں ظاہر نہ ہوتا تھا، اس لیے کہ اس پر قدم نہ پڑیں''---

اقوال ائمہ سے عدم سایہ پر استدلال

جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ امام ابن سبع سے نقل کرتے ہیں:

قَالَ ابْن سبع من خَصَائِصِہ انّ ظِلّہ کَانَ لَا یقع علی الْاَرْض وَاَنَّہٗ کَانَ نورًا فکَانَ إذا مَشی فِی الشَّمْس أَو الْقَمَر لَا ینظر لَہٗ ظلّ---[۲۲]

''ابنِ سبع فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے فضائلِ خاصہ سے ہے کہ بے شک آنحضرت ﷺ کا سایہ زمین پر واقع نہیں ہوا کرتا تھا، بے شک آپ نور تھے، تو جس وقت آپ ﷺ دھوپ اور چاندنی میں چلتے تھے آپ کا سایہ نہیں دیکھا جاتا تھا''---

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَ مَا ذُکِرَ أَنَّہٗ کَانَ لَا ظِلَّ لِشَخْصِہٖ فِیْ شَمْسٍ وَّ لَا قَمرٍ ؛لِاَنَّہٗ کَانَ نُوْرًا---[۲۳]

''آنحضرت ﷺ کے دلائلِ نبوت میں یہ بات مذکور ہے کہ بے شک آپ ﷺ کے جسم اطہر کے لیے دھوپ اور چاندنی میں سایہ نہ تھا، کیونکہ آپ نور تھے''---

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ونبود مر آنحضرت را ﷺ سایہ نہ در آفتاب و نہ در قمر............ونور یکے از اسمائے آنحضرت است ﷺ ونور را سایہ نمی باشد---[۲۴]

''بالخصوص آپ ﷺ کا سایہ نہ تھا، نہ ہی سورج کے سامنے اور نہ ہی چاند کے سامنے، آنحضرت ﷺ کے اسماء گرامی میں سے ایک نام ''نور'' ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا''---

مفتی محمد نوراللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں:

ناچار اورا سایہ نہ بود---[۲۵]

''یقیناً آپ ﷺ کا سایہ نہ تھا''---[۲۶]

نیز لکھتے ہیں:

''ایک نہایت ہی زبردست، الطف و پُر کیف وہ علت ہے جسے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے:

نیز در عالم شہادت سایۂ ہر شخص از شخص لطیف تراست وچوں لطیف تر از وی در عالم نباشد اورا سایہ چہ صورت دارد---[۲۷]

''جہانِ ظاہر میں ہر شخص کا سایہ اس سے زیادہ لطیف ہے اور آنحضرت ﷺ سے زیادہ لطیف جہان میں کچھ بھی نہیں، تو آپ کے لیے سایہ کی کیا وجہ ہو سکتی ہے''---[۲۸]

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وسایہ ایشان برزمین نمے افتاد---[۲۹]

''اوران ﷺ کا سایہ زمین پر نہ گرتا تھا''---

دیگر مکاتب فکر کے علماء سے عدم سایہ کی تائید

مفتی عزیز الرحمٰن صاحب جو دارالافتاء دیوبند کے اوّلین مفتی ہیں، ان کے حوالے سے مفتی محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے فتوی نمبر 1464 کا ذکر کیا ہے، جس میں انہوں نے سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے حضرت ذکوان والی حدیث نقل کی ہے، نیز تواریخ حبیب الٰہ سے مفتی عنایت احمد سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ کا بدن نور تھا، اس وجہ سے آپ کا سایہ نہ تھا۔ فتویٰ میں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار سے بھی عدم سایہ پر استدلال کیا گیا ہے۔[۳۰]

مولانا نور محمد جوڑوی کے حوالہ سے ذکر کیا گیا ہے کہ انہوں نے تیرہ شعروں میں عدم سایہ کے تیرہ دلائل ذکر کیے ہیں۔[۳۱]

عدم سایہ پر عقلی دلائل

مفتی محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ دلائلِ نقلیہ کے بعد عقلی دلائل اس طرح پیش کرتے ہیں:

''میں حیراں ہوں کہ نفیِ سایہ میں کون سا استحالہ ہے کہ تسلیم نہ کیا جائے، حالانکہ بہت سے اجسام لطیفہ کے لیے مشاہدہ ثابت و مسلم ہے کہ سایہ نہیں، جیسے

9

سات آسمان، ہوا اور نار وغیرہ، تو اس جانِ لطافت ﷺ کے لیے سایہ کا نہ ہونا کیوں کر محال و مستبعد ہوسکتا ہے، حالانکہ دلائلِ صریحہ کثیرہ ظاہرہ قاہرہ باہرہ سے نفیِ سایہ ثابت ہے اور سایہ ہونے کی کوئی دلیل نہیں''---[۳۲]

نبی پاک ﷺ کے جسم اقدس کا سایہ نہ ہونا آپ ﷺ کی افضلیت کی دلیل ہے۔

مسئلہ مستنبطہ میں اسالیب

''نبی پاک ﷺ کے عدم سایہ'' کے مسئلہ کے حل میں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے آیتِ قرآنی سے استدلال اور استنباط کیا ہے، پھر اس کی تائید میں درج ذیل انداز میں شواہد پیش فرمائے ہیں:

- اصل لغت سے مسئلہ کی تائید
- آئمہ تفسیر کے تفسیری اقوال
- احادیث سے استدلال
- آئمہ حدیث کے اقوال وشواہد
- مفتیان کے فتاویٰ سے شواہد
- علماءِ معتبرہ کے استدلالات کو اپنی تائید میں پیش کرنا
- عقلی دلائل سے تائید

حوالہ جات

۱...... المائدۃ،۵:۱۵
۲...... المائدۃ،۵:۱۵
۳...... نعیمی، محمد نور اللہ (م 1983ء) فتاویٰ نوریہ،۵/۴۷، شعبہ تصنیف و تالیف دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور (اوکاڑا)، جنوری 2003ء
۴...... الانبیاء،۲۱: ۱۰۷
۵...... فتاویٰ نوریہ،۵/۸۴
۶...... الشوریٰ،۷:۴۲
۷...... فتاویٰ نوریہ،۵/۸۴
۸...... المائدۃ،۵:۱۵
۹...... رازی، فخر الدین (م ۶۰۶ھ) تفسیر کبیر،۴/۲۳۷، مکتبہ حقانیہ پشاور
۱۰...... مرجع سابق،۴/ ۳۲۷
۱۱...... حقی، اسماعیل (م ۱۱۳۷ھ) روح البیان،۶/ ۱۲۵، در سعادت مصر ۱۳۳۰ھ
۱۲...... مرجع سابق،۲/ ۳۷۰

۱۳.....سیوطی، جلال الدین (م ۹۱۱ھ) جلالین، ۱۲۰، شرکہ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر ۱۳۰۷ھ/ ۱۹۴۱ء، ج۱، ۲۵۸، جلالین کے پاکستان میں مطبوعہ اکثر نسخوں میں ''ھو النبی '' ہے، دونوں صورتوں میں حضور نبی کریم ﷺ کا نور ہونا واضح ہے۔
۱۴.....خازن، علاء الدین علی بن محمد (م ۷۴۱ھ) لباب التاویل، ۱/ ۴۷۷، حافظ کتب خانہ ملتان
۱۵.....ترمذی، ابوعیسیٰ، محمد بن عیسیٰ (م ۲۷۹ھ) جامع الترمذی، ۲/ ۱۷۸، ابواب الدعوات، فاروقی کتب خانہ ملتان
۱۶.....خطیب بغدادی، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ (م ۷۴۰ھ) مشکوۃ المصالح، ۲۳، کتاب الایمان، مکتبہ رحمانیہ لاہور
۱۷..... المؤمن، ۴۰: ۶۰
۱۸..... البقرۃ: ۲: ۱۸۶/ فتاویٰ نوریہ، ۵/ ۸۲
۱۹.....مرجع سابق، ۵/ ۸۲
۲۰.....سیوطی، جلال الدین (م ۹۱۱ھ) الخصائص الکبریٰ، ۱/ ۶۸، دار الکتب العلمیۃ بیروت
۲۱.....حقی، روح البیان، ۶/ ۱۲۵ ۲۲.....سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱/ ۶۸
۲۳.....قاضی عیاض، (م ۵۴۴ھ) الشفاء، ۱/ ۲۴۳، فاروقی کتب خانہ ملتان
۲۴.....دہلوی، عبدالحق، مدارج النبوۃ، ۱/ ۲۱، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی 1997ء، لاہور
۲۵.....مجدد الف ثانی، احمد، مکتوبات، ۳/ ۱۸۷، مطبع نول کشور لکھنؤ
۲۶.....فتاویٰ نوریہ، ۵/ ۸۷ ۲۷.....مجدد الف ثانی، مکتوبات، ۳/ ۱۸۷
۲۸.....فتاویٰ نوریہ، ۵/ ۸۰
۲۹.....محدث دہلوی، عبدالعزیز، تفسیر عزیزی، ۳/ ۲۱۸، مطبع محمدی، لاہور
۳۰..... فتاویٰ نوریہ، ۵/ ۸۳، بحوالہ: عزیز الرحمٰن، مفتی، عزیز الفتاویٰ، ۸/ ۲۰۲، دار الاشاعت دیوبند، سہارن پور
۳۱.....مرجع سابق، ۵/ ۸۳، بحوالہ جوڑوی، نور محمد، شہبازِ شریعت، ۲۱۰-۲۱۱
۳۲.....مرجع سابق، ۵/ ۸۲

❁❁❁❁❁

(**نوٹ**): سرکار ابدقرار ﷺ کی نورانیت پر ''مصنف امام عبدالرزاق'' سے حدیثیں درج کی جاتی ہیں، حصہ الجزء المفقود من الجزء الاوّل من المصنف

۴...... عبد الرزاق عن ابن جريج قال : أخبرني نافع أنّ ابنَ عَبَّاسٍ قَالَ : لَمْ يَكُنْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ ظِلٌّ وَلَمْ يَقُمْ مَعَ شَمسٍ قَطُّ إِلَّا غَلَبَ ضَوْءُهٗ ضَوْءُ الشَّمْسِ، وَلَمْ يَقُمْ مَعَ سِرَاجٍ قَطُّ إِلَّا غَلَبَ ضَوْءُهٗ ضَوْءَ السِّرَاجِ---[مصنف عبدالرزاق، ج۱، ص۵۶، حدیث۴]

''امام عبدالرزاق ابن جریج سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا مجھے امام نافع نے بتایا کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا سایہ نہ تھا، جب آپ سورج کے سامنے کھڑے ہوتے تو آپ کے نور کی روشنی، شمس پر غالب آ جاتی، اسی طرح کسی چراغ کے سامنے قیام ہوتا تو آپ ﷺ کے نور کی روشنی چراغ پر غالب رہتی''---

۱۷...... عبد الرزاق عن معمر عن الزهري عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهٗ قَالَ رَأَيتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَيْنَيَّ هَاتَيْنِ وَكَانَ نُوْرًا كُلُّهٗ بَلْ نُوْرًا مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ مَنْ رَآهُ بَدِيْهَةً هَابَهٗ وَمَنْ رَآهُ مِرَارًا اسْتَحَبَّهٗ أَشَدَّ اسْتِحْبَابٍ---[مصنف عبد الرزاق، ج۱، ص۶۲، ۶۳، حدیث۱۷]

''عبدالرّزاق، معمر سے، وہ زہری سے، وہ سالم سے، وہ اپنے والد ابوامیہ تیمی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

میں نے اپنی آنکھوں سے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہے، آپ ﷺ سراسر نور بلکہ (نورٌ من نور اللّٰه) اللہ کے نور میں سے نور تھے، جس شخص کی نظر اچانک آپ ﷺ پر پڑتی، اس پر آپ کی ہیبت طاری ہو جاتی اور جو بار بار شرفِ زیارت سے مشرف ہوتا، وہ آپ کی شدید محبت کا اسیر ہو جاتا''---

واضح رہے ''مصنف امام عبدالرزاق'' کا یہ حصہ حضرت سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے وصال ۱۴۰۳ھ/ب ۱۹۸۳ء کے بعد طبع ہوا---[محبّ نوری]

❀❀❀❀❀

2

بعثتِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

علامہ محمد شریف نوری رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تبارک وتعالیٰ کی ربوبیت عام ہے، وہ جسم اور روح کا پروردگار ہے۔ یہ گنبدِ نیلوفری اوراس میں آویزاں کروڑوں قندیلیں، یہ کرۂ ارض اوراس کے فلک بوس پہاڑ اوران سے اُبلتے ہوئے چشمے، بہتی ہوئی ندیاں اور یہ پُرشور دریا، گل پوش وادیاں اور سبزہ زار ڈھلوانیں، یہ ہموار میدان اوران میں لہلہاتے ہوئے کھیت اور جنت نگاہ باغات اور پھر یہ ہوا کا محیطِ بیکراں، اگراس کے ربّ الاجسام ہونے کے آئینہ دار ہیں تو صدفِ نور وضیاء کا یہ درِّ یتیم، برجِ سعادت کا یہ کوکب تاباں، مطلعِ رشد وہدایت کا یہ ماہ تاب، آسمانِ رسالت کا یہ مہر نیم روز محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ربّ الارواح ہونے کا مظہر اتم ہے اور روح اشرف واعلیٰ ہے، اس لیے وہ چیز جو انسان کی روحانی حیات اور بالیدگی کی ضامن ہوگی، ضروری ہے کہ وہ بھی ساری کائنات سے ارفع واعلیٰ ہو۔ اس لیے ربّ العالمین نے اس ہستیِ پاک کو رحمۃ للعالمین قرار دیتے ہوئے اس کی بعثت کو احسانِ عظیم قرار دیا۔ ارشاد ہوتا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ ---[آل عمرٰن، ۳:۱۶۴]

''بے شک اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر بڑا احسان کیا کہ ان میں انہی سے

1

ایک رسول بھیجا، جو ان پر اللہ کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے''---

سرورِ عالم ﷺ کی بعثت سے پہلے دنیا کی عجیب حالت تھی، خیابانِ ہستی اجڑا اجڑا تھا، روشیں ویران تھیں، آب جوئیں خشک تھیں، یاس وقنوط کی ایک ہمہ گیر کیفیت طاری تھی، فاران کی چوٹیوں سے رحمت کی وہ گھٹا اٹھی جس کا ہر قطرہ بہار آفرین اور ہر چھینٹا فردوس بداماں تھا۔ یہ رحمت کی گھٹا برسی اور خوب دل کھول کر برسی، یہاں تک کہ گل زارِ عالم میں بہار آ گئی، انسانیت کے پژمردہ چہرے دمک اٹھے۔ خودداری، عزتِ نفس، شجاعت و ایثار کے افسردہ درختوں کی عریاں شاخوں کو از سرِ نو خلعتِ برگ و بار نصیب ہوئی، توہمات و عقائدِ باطلہ کے قفس کی ایک ایک تیلیاں ٹوٹ گئیں اور ہمائے بشریت کو توحید کی مقدس رفعتوں سے پھر دعوتِ پرواز آنے لگی۔ دنیا والوں نے اس خیرات و برکات سے بھرپور گھٹا کو محمد ﷺ کے دل نواز نام سے پکارا۔ عالم بالا نے احمد کہا اور خالق و پروردگار نے وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ٥[الانبیاء،۲۱:۱۰۷] فرمایا۔

انسان نے اگر چہ اب چراغوں سے فانوس اور فانوسوں سے برقی قمقمے ایجاد کر لیے ہیں، لیکن پھر بھی وہ اپنی صحت و سلامتی کے لیے چاند اور سورج کا محتاج ہے اور تا قیامت محتاج رہے گا۔ اسی طرح وہ اپنی قوتِ فکر و نظر سے کتنی ہی شمع کیوں نہ جلا لے، وہ اس نور سے مستغنی نہیں ہو سکتا، جو ان کی ہی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ٥---[المائدۃ،۵:۱۵]

''تمہارے پاس اللہ کی طرف سے دو چیزیں آئی ہیں، ایک نور اور دوسری کتابِ مبین''---

نور سے مراد محمد مصطفیٰ ﷺ اور کتابِ مبین سے قرآن کریم مراد ہے۔ یہ نور ہماری ہدایت و رشد کے لیے بھیجا گیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ٥---[الشوریٰ،۴۲:۵۲]

''اے رسولِ معظم! آپ لوگوں کو صراطِ مستقیم پر پہنچاتے ہیں''---

سرورِ عالم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

تَرَکْتُ فِیْکُمْ أَمْرَیْنِ، لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا : کِتَابَ اللّٰهِ، وَ سُنَّةَ نَبِیِّهٖ ﷺ---[موطا امام مالک، مؤسسة الرسالة، بیروت، ح:۱۸۷۴]

''میں تمہارے لیے دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، اگر تم دونوں پر قائم رہے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے، اللہ کی کتاب اور میری سنت''---

سنت کیا ہے؟ ہر وہ عملی طریقہ جس پر نبی کریم ﷺ قائم رہے، سنت کا دوسرا نام اسوۂ حسنہ ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''الشفاء فی حقوق المصطفٰی''میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب سے روایت ہے، آپ نے فرمایا، میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا، آپ کی سنت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

اَلْمَعْرِفَةُ : رَأْسُ مَالِیْ ، وَ الْعَقْلُ : دِیْنِیْ ، وَ الْحَسَبُ : أَسَاسِیْ ، وَ الشَّوْقُ : مَرْکَبِیْ ، وَ ذِکْرُ اللّٰهِ : أَنِیْسِیْ ، وَ الثِّقَةُ : کَنْزِیْ ، وَ الْحُزْنُ : رَفِیْقِیْ ، وَ الْعِلْمُ : سِلَاحِیْ ، وَ الصَّبْرُ : رِدَائِیْ ، وَ الرِّضَا : غَنِیْمَتِیْ ، وَ الْفَقْرُ : فَخْرِیْ ، وَ الزُّھْدُ : حِرْفَتِیْ ، وَ الْیَقِیْنُ : قُوَّتِیْ ، وَ الصِّدْقُ : شَفِیْعِیْ ، وَ الطَّاعَةُ : حَسْبِیْ ، وَ الْجِھَادُ : خُلُقِیْ ، وَ قُرَّةُ عَیْنِیْ : الصَّلَاةُ---

[الشفا بتعریف حقوق المصطفٰی، دار الفیحاء، عمان، ج۱، ص۲۸۹]

''معرفت میری پونجی ہے، سمجھ میرے دین کی اصل ہے، محبت میری بنیاد ہے، شوق میری سواری ہے، ذکر الٰہی میرا محبوب ہے، اعتماد میرا خزانہ ہے، حزن میرا رفیق ہے، علم میرا ہتھیار ہے، صبر میرا لباس ہے، رضا میری غنیمت ہے، عجز میرا فخر ہے، زہد میرا پیشہ ہے، یقین میری خوراک ہے، صدق میرا ساتھی ہے، فرماں برداری میرا دفاع ہے، جہاد میرا خلق ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے''---

سنتِ رسول اللہ ﷺ ہی صراطِ مستقیم ہے، اس کی عملی اور اصولی تصویر قرآنِ کریم ہے اور عملی نمونہ سیرتِ سرورِ کائنات ﷺ ہے۔ قرآنِ کریم کو اگر صورت کہا جائے تو سنتِ نبوی اس کی سیرت ہے، قرآن اگر قال ہے تو سنت اس کا حال ہے، صراطِ مستقیم کا عملی چہرہ دیکھنا ہو تو نقوش و حروفِ قرآن ہیں اور اگر اسے چلتا، پھرتا، بولتا دیکھنا ہو تو وجودِ سرورِ کونین ﷺ دیکھیے۔

2

یاد رکھیے! سنتِ رسول اللہ ﷺ کے بغیر قرآنِ کریم کا سمجھنا اوراس پر عمل کرنا ناممکن ہے۔ قرآن کریم نے احکام مجمل طور پر بیان فرمائے ہیں اوران کی تشریح سنتِ رسولِ کریم ﷺ ہے۔

آج ہم انفرادی طور پر یا اجتماعی طور پر خدا تعالیٰ تک پہنچنا چاہیں یا دنیا میں کامیاب ہونے کے لیے سیدھا راستہ تلاش کرنا چاہیں تو وہ ایک ہی راستہ ہے کہ ہم قرآنِ کریم اور سنتِ رسول ﷺ پر عمل پیرا ہو جائیں۔

وَ آخِرِ دعوٰنا ان الحمد للّٰہ ربّ العالمین

[مآخذ: قرآن کریم، موطا امام مالک، الشفاء، سنت خیر الانام]

[نشری تقریر، ص۵۳ تا ۵۷، ۱۱/ مارچ ۱۹۶۹ء]

وفیات

گزشتہ دنوں:

● دارالعلوم حنفیہ فریدیہ کے فاضل مولانا محمد اشرف ولد میاں محمد عمر بصیرپوری ● ملک محمد عارف نوری (بکرمنڈی، لاہور) کے جواں سال بیٹے ملک محمد زاہد نوری ● مولانا محمد ارشد نوری (دی ون انٹر پرائزز، لاہور) کے تایازاد بھائی ● مولانا محمد انور نوری (ساہیوال) کی اہلیہ محترمہ اور مولانا محبوب احمد مدنی (58/5.L گنوں) کی خوش دامن صاحبہ ● مولانا غلام مرتضیٰ نوری فوجی رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ، مولانا غلام مجتبیٰ نوری، مولانا غلام مصطفیٰ نوری (لاہور) اور محمد نعیم ضیاء (برطانیہ) کی والدہ محترمہ ● مولانا محمد اصغر نوری (جڑانوالا) و برادرانِ گرامی (فضلاء دارالعلوم ہذا) کی خالہ محترمہ ● مولانا الحاج محمد یوسف نوری (بھڈال اوتاڑ) کی ہمشیر ● مولانا محمد احمد شاہ نوری (کاہنہ نو) کی پھوپھی صاحبہ ● مولانا محمد عرفان نوری (ابوظہبی UAE) کی نومولود بیٹی اور ● حافظ عبدالرشید نوری (بصیرپور) کا بھانجا مسافرانِ آخرت میں شامل ہو گئے--- اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

جانشین فقیہ اعظم الحاج صاحب زادہ مفتی محمد محبّ اللہ نوری مدظلہ العالی نے دعا فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرما کر اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل سے نوازے---

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللّٰہ و سلم علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

قائد انسانیت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی افضلیت

(قائدانہ اوصاف، اسوۂ حسنہ کی روشنی میں ⑧)

پروفیسر خلیل احمد نوری

کسی جماعت یا تحریک کے قائد سے اس کے پیروؤں کی محبت کا ایک اہم سبب یہ ہے کہ قائد بلند مرتبہ اور شان و شوکت والا ہو۔ شخصیت کو مقبول بنانے اور خلقِ خدا کے دلوں میں اس کی محبت کا بیج بونے میں علوِ مرتبت کا اہم کردار ہے۔ قائدِ انسانیت، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ جل مجدہ الکریم نے ایسا ارفع و اعلیٰ مقام و مرتبہ عطا فرمایا کہ جس سے خلقِ خدا کا ہر فرد، محبوبِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں گرفتار دکھائی دیتا ہے اور اس کے دل میں عشقِ رسول کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ انسانیت ایسا کوئی پیمانہ دریافت نہیں کر سکی ہے کہ جس سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و بڑائی کا اندازہ کیا جا سکے۔ حقیقتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) تک رسائی اور اس کی معرفت و پہچان کے لیے عقلیں شکست خوردہ ہیں، فصاحت و بلاغت کی انتہائیں سرنگوں ہیں کہ محبوبِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح گوئی کا حق کیسے ادا ہو؟ یہاں نظم و نثر کے دھنی الفاظ و تراکیب کی مہارتوں کو ہیچ پاتے ہیں۔ مدعیانِ علم و حکمت بے بسی کی تصویر بنے ہوئے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ اور کمالاتِ مصطفوی کا احاطہ کریں تو کیسے؟ حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و شان کا آخری کنارہ تو بس اس کا خالق ہی جانتا ہے:

3

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم

کاں ذاتِ پاک، مرتبہ دانِ محمد است

رسولِ کریم ﷺ کے سیرت نگاروں اور شمائل و خصائل کی کتب کے مصنفین نے جو کچھ بیان کیا ہے، وہ کم ہے اور جو کچھ باقی ہے، وہ لا متناہی ہے۔ محدثین و مؤرخین کی بیان کردہ روایات کے علاوہ بھی شانِ مصطفوی اور سیرتِ طیبہ کا ایک اور مستند ذریعہ ہے اور وہ قرآن مجید ہے۔ روایات سے اگر تھوڑی دیر کے لیے قطع نظر کر لیا جائے اور صرف قرآن مجید سے صاحبِ قرآن کے اوصافِ حمیدہ جمع کر لیے جائیں تو رسولِ کریم ﷺ کی عظمت و شان کے حیرت انگیز ابواب ترتیب پاتے ہیں، بلکہ آپ ﷺ کی پوری حیاتِ مقدسہ، مرتب شکل میں سامنے آ جاتی ہے۔ یہ نکتہ آفرینی یا خوش اعتقادی نہیں، حقیقتِ ثابتہ ہے کہ قرآن مجید میں یا احکام ہیں جو امر و نہی پر مشتمل ہیں یا وعظ و تذکیر ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی یاددہانی ہے یا سابقہ امتوں کے واقعات اور قصے ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرت کا تذکرہ ہے۔ کہیں قیامت، بعث بعد الموت اور آخرت میں پیشی کا بیان ہے۔ قرآن مجید کا ایک موضوع مشرکین، منافقین اور یہود و نصاریٰ سے مجادلہ اور مناظرہ ہے۔ غور کیجیے کہ اگر امر و نہی کے احکام ہیں، تو وہ کس شریعت کے؟ حامل شریعت کون ہے؟ وہی ہستی جن کے قلبِ اقدس پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبریل امین علیہ السلام، وحی کی صورت میں شریعت نازل کرتے رہے:

فَاِنَّہٗ نَزَّلَہٗ عَلٰی قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰہِ---[۱]

''پس بے شک اسی (جبریل) نے ہی قرآن کو آپ کے دل پر اللہ کے حکم سے نازل کیا ہے''---

قرآنِ کریم میں وعظ و تذکیر کن کے لیے ہے؟ قیامت، بعث بعد الموت اور آخرت کے مناظر کا بیان کس کے لیے ہے؟ ہر اس فرد کے لیے کہ جس کی طرف رسول اللہ ﷺ مبعوث فرمائے گئے ہیں۔ قرآن کریم، سابقہ امتوں کے قصے اور ان کے احوال بیان کرتا ہے تو اس کا مقصد رسول اللہ ﷺ کے مخاطبین کو تنبیہ کرنا ہے کہ وہ منکرینِ حق اور مکذبینِ انبیاء کے انجام سے عبرت حاصل کریں۔ قرآن مجید میں سابقہ انبیاء و رسل کے فضائل و مراتب کا ذکر ہے، تاکہ آپ ﷺ ان تمام کمالات و مراتب کو اختیار کر کے جامع کمالات بن جائیں۔ حکمِ الٰہی ہوا ہے:

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ ط---[۲]

''یہ وہ (انبیاء) ہیں، جن کو اللہ نے ہدایت سے نوازا ہے، تو آپ بھی (اخلاق وعادات میں) ان کی روش اختیار کریں''---

انبیاءِ کرام علیہم السلام کے مصائب اور مخاطبین سے پہنچنے والی ایذا واستہزاء کا بیان ہے، تو وہ بھی رسولِ محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی وتشفی کے لیے ہے، اس لیے فرمایا:

وَ لَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَ اُوْذُوْا حَتّٰى اَتٰهُمْ نَصْرُنَاج---[۳]

''اور آپ سے پہلے رسول جھٹلائے گئے تو انہوں نے اس جھٹلانے اور ایذائیں دیے جانے پر صبر کیا، یہاں تک کہ ہماری مدد آ گئی''---

اور فرمایا:

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ---[۴]

''تو آپ صبر کیجیے، جیسا کہ ہمت والے رسولوں نے صبر کیا''---

یوں ہی قرآن مجید، مشرکین، منافقین اور اہلِ کتاب کا رد کرتا ہے اور ان کے پیدا کیے ہوئے شبہات کا جواب دیتا ہے تو اس لیے کہ اعلانِ نبوت کے بعد تقریباً تئیس سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو، ان تینوں گروہوں کی مخالفت کا سامنا رہا اور ان کے شبہات اور اعتراضات کا براہِ راست ہدف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تھے۔

الغرض، یہ وہ قطعی اور صریح حقائق ہیں جن سے روزِ روشن کی طرح ثابت وواضح ہوا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو قرآنِ کریم میں مرکزیت حاصل ہے۔ جو قاریٔ قرآن، قرآن مجید کا معنی ومفہوم جانتا اور نزولِ آیات کے پسِ منظر اور ان کی تفسیر سے آگاہ ہو، ہر صفحے، ہر سطر اور ہر آیت کی تلاوت میں، ذاتِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصور اسے اپنی طرف کھینچ لے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح وتوصیف کا کوئی اور پیرایہ نہ بھی ہو تو قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت وشان کے بیان کے لیے کافی ہے۔ یہ جو، اہلِ تحقیق ومعرفت نے کہا ہے کہ الحمد سے والـنـــاس تک پورا قرآنِ عظیم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن وجمال کے بیان اور آپ کی تعریف ونعت پر مشتمل ہے، تو اسے مبالغہ آمیزی کیوں کر سمجھا اور قرار دیا جائے؟ جب کہ قرآن اور صاحبِ قرآن میں دوئی یا غیریت تسلیم کرنے سے قرآنِ حکیم کی کسی آیت اور کسی حکم

یا بیان کا فہم ممکن ہی نہیں۔ قرآن مجید، متن ہے اور رسول اللہ ﷺ کا اسوۂ حسنہ اس کی تشریح و تفسیر ہے۔ احکام قرآن، اپنی حقیقی عملی صورت میں متشکل ہوں تو جس ہستی کا مقدس وجود تشکیل پائے گا، وہ صرف اور صرف رسولِ کریم ﷺ کی پاکیزہ ذات ہوگی۔ حاصل یہ ہے کہ قرآنِ حکیم کی ہر سطر اور آیت سے جہاں رشد و ہدایت کے چشمے پھوٹتے ہیں، وہاں رسول اللہ ﷺ کی تعریف و توصیف کی کرنیں بھی نمودار ہوتی ہیں۔ کہیں بالواسطہ بمصداق:

''گفتہ آید در حدیثِ دیگراں''

اور کہیں بلاواسطہ آپ ﷺ ہی کا تذکرہ صفحاتِ قرآن کی زینت ہے۔

اپنوں اور غیروں کے نزدیک، یہ حقیقت طے شدہ ہے کہ قرآن مجید اپنے الفاظ و معانی کے اعتبار سے لازوال اور محفوظ کتاب ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ فرمایا:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَo---[۵]

قرآن کریم، ہر قسم کی تحریف اور تبدیلی سے پاک کتاب ہے۔ باطل اور خلافِ حق کوئی بات، کلام اللہ میں دراندازی نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

لَا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَ لَا مِنْ خَلْفِہٖ ط---[۶]

''اس میں باطل سامنے سے داخل ہو سکتا ہے، نہ پیچھے سے''---

پس، رسول اللہ ﷺ کی سیرت، آپ کا اسوۂ حسنہ اور عظمتِ مصطفوی ﷺ کا بیان، اپنی حفاظت و دوام اور تغیر و تبدل سے بچاؤ کے لیے کسی سیرت نگار، مؤرخ، محقق و مصنف اور قلم کار کی تحقیق اور تصنیف و تحریر کا محتاج نہیں۔ اس کی حفاظت کے لیے قرآن مجید کے اوراق و صفحات اور حفاظ و قراء کے سینے کافی ہیں۔

حضور سیدِ عالم ﷺ کی فضیلت اور مقام رفیع کی معرفت کے لیے تاریخ انسانی کی اہم اور معروف شخصیات پر نگاہ ڈالنا ضروری ہے۔ بادشاہوں، فاتحین، فلسفیوں، سائنس دانوں، سیاست کے شہ سواروں اور نت نئی ایجادات کے موجدوں کو یہاں زیرِ بحث لا کر سرکارِ دوعالم ﷺ سے موازنہ کرنا، ہم گناہ سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ان میں سے کسی نے کتنا بڑا کارنامہ کیوں نہ انجام دیا ہو اور انسانیت پر کتنا بڑا احسان کیا ہو؟ ان میں سے اکثر کی ذاتی ناپاک زندگی کے مطالعہ سے کراہیت کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ دوسرے یہ کہ بادشاہوں اور جرنیلوں کی فتوحات سے انسانیت کو سوائے غلامی اور آبادیوں کی ویرانی اور بربادی کے کیا ملا؟ ہاں! اس سے، ان کے محلات

آرائشی سامان سے جگمگا اٹھے، ان کے خزانوں کی چابیاں اوروزنی ہوگئیں اوران کی عیش پرستیاں مزید بڑھ گئیں۔ فلسفیوں اور متکلمین کی گفتگوؤں اور موشگافیوں نے انسانی زندگی کی گتھی کو سلجھایا کم، الجھایا زیادہ ہے۔ سائنس دانوں کی تحقیق اورموجدوں کی ایجادات نے انسانیت کو امن وسلامتی اورسکون وعافیت مہیا کرنے کی بجائے دکھوں اور مایوسیوں کے غاروں میں دھکیلا ہے۔ ان کی ایجادات نے خوں ریزی، ظلم وستم اورانسانی تباہی کے جو باب رقم کیے ہیں، اس کا مشاہدہ ہم دونوں عالمی جنگوں میں کر چکے ہیں۔ ابھی کل کی بات ہے، عراق، لیبیا، افغانستان اورشام وغیرہ میں خون کی جو ندیاں بہائی گئی ہیں، وہ سب اسی مادی ترقی کے بل بوتے پر ہوا ہے، جس پر ہمیں بہت ناز ہے۔ کشمیر کے باشندے ان ایجادات کے ہاتھوں چور چور زندگی بسر کر رہے ہیں۔ فلسطین وغزہ کے معصوم یتیموں اور بیوہ عورتوں سے کوئی جا کر پوچھے کہ جنگی جہازوں، بموں، ٹینکوں اور میزائلوں کی صورت میں سائنس اورٹیکنالوجی کی ترقی نے انہیں کس قدر تاراج کیا ہے۔ آٹھ نو ماہ کی جنگ نے ہنستی بستی آبادیوں کو کھنڈرات میں بدل کر رکھ دیا ہے اور حقیقت پسندانہ تجزیے کے مطابق، اتنے قلیل عرصے میں ایک لاکھ سے اوپر جانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے۔ بڑے بڑے محلات، زرق برق ملبوسات، چمکتی دمکتی کاروں، فراٹے بھرتے ہوائی جہازوں اور زندگی کے دیگر سہولت آمیز آلات کی موجودگی میں، آج کا انسان، پہلے سے کہیں زیادہ دکھی اورغم زدہ ہے۔ یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ میڈیکل سائنس کی ترقی نے جسمانی اورنفسیاتی امراض کم کیے ہیں یا ان میں اضافہ کیا ہے؟ انفارمیشن ٹیکنالوجی، انٹرنیٹ اور موبائل فون کی مدد سے معلومات تک تیز ترین رسائی نے جس قدر انسانوں کو ایک دوسرے کے قریب کیا ہے، اتنا ہی ذہنی فاصلے بڑھانے میں مدد کی ہے اورنئی نسل کے اخلاق وکردار کی عمارت کو زمیں بوس کر ڈالا ہے۔ چنانچہ، یہ کہنا بجا ہے کہ اہلِ علم، جن شخصیات اوران کی دریافتوں کو تاریخ کا اہم موڑ قرار دیتے ہیں اوراسے عظیم کارنامہ سمجھتے ہیں، ان سے ہولناکیوں اور بربادیوں میں اضافہ ہوا ہے۔ ان دریافتوں سے پہلے کا انسان کہیں زیادہ خوش وخرم اور پرسکون زندگی بسر کر رہا تھا۔ پس، بادشاہوں، عالمی سطح کے فاتحین، جدید تمدن کے بانیوں، سیاست کے بزرجمہروں اورنت نئی ایجادات کے موجدوں کو انسانیت کا محسن سمجھا جائے تو کیوں؟ ان کے گن گائے جائیں تو کس لیے؟ جب کہ انہوں نے انسانیت کے حقیقی دکھوں کا علاج کرنے کی بجائے اللہ کی زمین کو مصیبتوں اوردکھوں سے بھر دیا ہے۔

ہاں! البتہ، انبیاءِ کرام علیہم السلام، تاریخ انسانی کی وہ ہستیاں ہیں جو انسانیت کے حقیقی محسنین، مخلصین اور خیر خواہ تھے۔ ان کا وجود، حیات بخش اور ان کی سیرت کی پیروی میں فلاح و نجات کا راز مضمر تھا۔ وہ انسانیت کا خلاصہ اور مغز تھے، انہوں نے کفر و شرک کے اندھیروں کو نور میں بدل دیا۔ فانی زندگی کی بجائے باقی اور ابدی زندگی کی کامیابی کا پتا بتایا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں نبوت و رسالت سے سرفراز فرما کر بلند مرتبوں سے نوازا اور اپنے انعام یافتہ بندوں کی فہرست میں اوّل نمبر پر رکھا۔ قرآن کریم نے کسی نبی کو صدیق، کسی کو چنا ہوا، کسی کو صادق الوعد اور اپنے ہاں مرضیًا (پسندیدہ) کا لقب دیا ہے، کسی کو وجیھًا فی الدنیا و الآخرۃ فرمایا۔ خلیل اللہ، کلیم اللہ، کلمۃ اللہ اور روح اللہ (علیہم السلام) جیسے القاب کے تمغے عطا فرمائے، ان کی ولادت کے قصے بیان کیے اور ان کی ولادت اور دوبارہ زندہ ہونے کے دن، ان پر سلامتی کا اعلان فرمایا۔ حضرت نوح علیہ السلام ہوں یا حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوں یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام، ہر نبی اور رسول، اللہ تعالیٰ کی جانب سے حجت و برہان، توحید کی ہزار دلیلوں کا مجموعہ اور منبعِ ہدایت بن کر جلوہ گر ہوا۔ سب نبی ایک ہی زنجیر کی مختلف کڑیاں ہیں، جس کی آخری کڑی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا صفات ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء اور سید المرسلین ہیں، نبوت کے تمام کمالات، معجزات اور خوبیوں کے دروازے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کشادہ کر دیے گئے۔ نبوت کا کوئی درجہ ایسا باقی نہ رہا جس پر آپ کو فائز نہ کیا گیا ہو۔ گویا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت، اپنے حدِ کمال کو پہنچ گئی۔ عقائد و عبادات، اخلاق، معاملات اور معاشرت کے ضمن میں ہدایت کے جو احکام اور ضابطے پہلے نبیوں کے ذریعے ان کی امتوں کو مختلف وقتوں اور زمانوں میں دیے جاتے رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے سب کے سب، امتِ مسلمہ کو عطا فرما کر احسان و نعمت پوری کر دی گئی۔ پس، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے مراتب و کمالات کے جامع اور آپ کی شریعت، سابقہ تمام شریعتوں کی جامع اور آپ کا دین پہلے دینوں کا تکمیلی ایڈیشن ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام نبیوں سے افضل اور اعلیٰ ہوئے۔

انبیاء کرام علیہم السلام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کئی اعتبار سے فضیلت عطا کی گئی۔ مثلاً: ہر نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا گیا، جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖٓ---[۷]

''ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا''---

حضرت ھود علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

وَ اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ط---[۸]

''اورقوم عاد کی طرف ان کے ہم قوم ہود کو بھیجا''---

حضرت صالح علیہ السلام بھی اپنی قوم کی طرف مبعوث فرمائے گئے، فرمایا:

وَ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا م---[۹]

''اورقوم ثمود کی طرف ان کے ہم قوم صالح کو بھیجا''---

غرض کہ ہر نبی کے مخاطبین، ان کی اپنی قوم کے لوگ تھے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر بسنے والے ہر فرد کے لیے رسول بنا کر مبعوث فرمایا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا---[۱۰]

''(اے حبیب!) آپ فرما دیجیے، اے لوگو! میں تم سب کی طرف رسول بن کر آیا ہوں''---

ایک اور مقام پر قرآن کریم میں ہے:

وَ مَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا---[۱۱]

''اور (اے حبیب!) ہم نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف خوش خبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے''---

اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۙ---[۱۲]

''بہت بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تا کہ وہ سب جہانوں کے لیے ڈرانے والا ہو''---

ان آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عالم گیر رسالت کا بیان ہے۔ آخری آیت کے لفظ ''عالمین''میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر چیز داخل ہے۔ کائنات کی بلندیوں اور پستیوں میں جو کچھ ہے، آپ سب کے رسول ہیں۔ کوئی زمانہ اور علاقہ ایسا نہیں جو آپ کی رسالت سے باہر ہو۔ جب تک آسمان پر سورج چمک رہا ہے، چاند کی چاندنی پھلوں کو رسیلا بنا رہی ہے اور ستارے جھلملا رہے ہیں، حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا پرچم لہراتا رہے گا، کوئی دور دراز جزیرے کا باشندہ ہو یا کسی جنگل اور صحرا کا بسنے والا، آپ کی دعوت سب کے لیے ہے۔

حدیث پاک میں رسولِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالتِ عامہ کا بیان بہت واضح ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

6

''مجھے پانچ چیزیں دی گئیں، جو کسی اور نبی کو نہیں دی گئیں: ❶ ایک مہینہ کے سفر کی دوری تک میرے دشمن پر رعب و دبدبہ سے میری مدد کی گئی ❷ میرے لیے تمام روئے زمین مسجد اور پاک بنا دی گئی، میری امت کا کوئی شخص جہاں بھی نماز کا وقت پائے، نماز پڑھ لے ❸ مالِ غنیمت میرے لیے حلال کر دیا گیا جب کہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے یہ حلال نہیں کیا گیا ❹ مجھے منصب شفاعت عطا کیا گیا ❺ ہر نبی کو صرف اس کی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا، مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا''---[۱۳]

ایک اور روایت میں یہ بھی ہے کہ:

''❻ مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے''---[۱۴]

حدیث پاک میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً---[۱۵]

''میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں''---

ایک اور خصوصیت جس کے باعث حضور سید عالم ﷺ کو دیگر انبیاءِ کرام علیہم السلام پر فضیلت حاصل ہے، یہ کہ آپ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلی نبوتوں کا زمانہ اپنے اختتام کو پہنچ گیا اور پہلی شریعتوں پر عمل منسوخ ہو گیا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تورات کا نسخہ لے کر حاضر ہوئے۔ عرض کیا، یارسول اللہ! یہ تورات کا نسخہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔ حضرت عمر اسے پڑھنے لگے، اس پر رسول اللہ ﷺ کے روئے اقدس کا رنگ متغیر ہو گیا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے) کہا:

تجھے کھونے والی مائیں کھو بیٹھیں، کیا تم رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کو نہیں دیکھتے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسولِ کریم ﷺ کے چہرے کو دیکھا تو عرض گزار ہوئے:

''میں اللہ کی ناراضی اور رسول اللہ ﷺ کی ناراضی سے پناہ مانگتا ہوں---

رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِيناً وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا---

''ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں''---

پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَ الَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوْ بَدَا لَکُمْ مُوسٰی فَاتَّبَعْتُمُوْہُ وَ تَرَکْتُمُوْنِیْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِیْلِ وَ لَوْ کَانَ حَیًّا وَ اَدْرَکَ نُبُوَّتِیْ لَاتَّبَعَنِیْ---[۱۶]

''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، اگر موسیٰ علیہ السلام بھی تمہارے لیے ظاہر ہو جائیں اور تم ان کی اتباع کرو اور مجھے چھوڑ دو، تو تم سیدھے راستے سے بھٹک جاؤ گے، اگر موسیٰ (علیہ السلام) زندہ ہوں تو وہ بھی میری پیروی کریں''---

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت میں یہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا: ہم یہود سے کچھ تعجب خیز باتیں سنتے ہیں، آپ کا کیا حکم ہے کہ کیا ہم ان میں سے کچھ لے لیا کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم بھی یہود و نصاریٰ کی طرح (دینِ اسلام کے متعلق) گمان میں مبتلا ہو، حالانکہ میں تمہارے پاس صاف اور واضح دین لے کر آیا ہوں:

لَوْ کَانَ مُوسٰی حَیًّا مَا وَسِعَہٗ اِلَّا اتِّبَاعِیْ---[۱۷]

''اگر موسیٰ (علیہ السلام) بھی زندہ ہوتے تو ان کے لیے بھی میری پیروی کے بغیر کوئی چارہ نہ ہوتا''---

نبی کریم ﷺ کی ایک امتیازی شان یہ ہے کہ آپ کی حیاتِ طیبہ، آپ کا اسوہ، شب و روز کے معمولات اور اقوال و افعال کی اللہ تعالیٰ نے حفاظت فرمائی ہے۔ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت سے وصال مبارک تک کے اہم واقعات، تحقیق کے اعلیٰ اصولوں کے مطابق، مستند ذرائع سے، کتابوں اور سینوں میں نقل ہوتے آئے ہیں۔ سیرتِ طیبہ کے عنوان پر لکھی گئی کتابیں شاہد ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ پاک کی برکت سے اس عنوان کے ضمن میں ہزاروں تاریخی حقائق اور ہزاروں شخصیات کے احوال بھی تاریخ میں محفوظ ہو گئے ہیں۔ اس کے برعکس، دیگر انبیاءِ کرام علیہم السلام کے احوالِ زندگی کی حفاظت کا ایسا اہتمام نہیں ہوا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءِ کرام علیہم السلام میں سے بہت کم ہیں، جن کے نام قرآن مجید اور بائبل میں مذکور ہیں۔ الہامی کتابوں سے، چند اولوالعزم رسولوں کے حالات زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اہم واقعات کے علاوہ ان کے معمولاتِ زندگی ہمیں میسر نہیں۔

دوسری طرف حضور سیدِ عالم ﷺ نے بھرپور زندگی بسر کی، انسانی زندگی کے ہر مرحلے سے گزرے، اس لیے حیاتِ انسانی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو آپ ﷺ کے اسوہ میں

موجود نہ ہو۔ مثلاً: رسولِ اکرم ﷺ نے بچپن، لڑکپن، نوعمری اور جوانی کے مراحل طے کیے، شادیاں کیں، اولاد ہوئی، تجارت اور کاروبار کیا، دوست تھے اور دشمن بھی، رشتے ناتے کیے، مصیبتوں اور مشکلات سے گزرے، مالی طور پر عسرت اور تنگی سے واسطہ پڑا، خراج اور غنیمت کے اموال اور تحائف کے انبار آپ کی خدمت میں پیش ہوئے، خوشی کے لمحے آئے اور دشمنوں سے پہنچنے والے دکھوں سے دوچار بھی ہوئے۔ بیٹے، بیٹیوں، عزیزوں اور قریبی ساتھیوں کے بچھڑنے سے غموں کے چرکے لگے، اعلیٰ اور پاکیزہ مشن کی خاطر جدوجہد کی، کامیابیاں ملیں اور مایوس کن لمحات آئے، جہاد کیا اور دور دراز کا سفر طے کیا۔ اکیلے میں، جان کے دشمن سے واسطہ پڑا۔ دشمنوں سے معاہدے کیے، فتوحات ہوئیں، دشمنوں پر غالب ہوئے، کبھی جزوی طور پر شکست کی صورت واقع ہوئی۔ اپنوں کے رویے میں مثالی محبت کے مظاہر دیکھے تو مشرکوں، منافقوں اور یہودیوں کی طرف سے دھمکیوں، قتل کی کوششوں اور سخت ترین مخالفتوں کا سامنا بھی کیا۔ الغرض، نبی پاک ﷺ کی سیرت کے ایسے ہزاروں پہلو ہیں، جو حدیث اور سیرت کی کتابوں میں درج انسانیت کے لیے مشعل راہ ہیں، جب کہ سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگیاں، اس تفصیل سے خالی دکھائی دیتی ہیں یا تاریخ انھیں محفوظ نہیں رکھ پائی۔

سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام سے حضور سید المرسلین ﷺ کو ممتاز کرنے والا ایک اور اہم پہلو یہ ہے کہ آپ ﷺ حسنِ اخلاق کے جامع اور اس کی تکمیل کرنے والے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ---[۱۸]

''مجھے حسنِ اخلاق کو مکمل کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہے''---

دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات میں چند اخلاقی اصولوں پر زور دیا گیا ہے، جب کہ حضور ﷺ کی تعلیمات تمام اخلاقی پہلوؤں کو بیان کرتی ہیں۔ دیگر شریعتوں میں کسی ایک پہلو پر زور دیا گیا تو دوسرے کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں معاف کرنے کی نسبت عدل کو زیادہ اہمیت حاصل ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سیرت درگزر کرنے کا پیغام دیتی ہے اور ظالم سے بدلہ لینے کی حوصلہ افزائی نہیں کرتی۔ اس کے برخلاف، رسول اللہ ﷺ کی اخلاقی تعلیمات میں تمام پہلوؤں کو مناسب اہمیت دی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر قوم اور ہر زمانے کے انسان سرکارِ دو عالم ﷺ کی تعلیمات سے

اپنی اخلاقی حالت سنوار سکتا ہے۔ مزید یہ کہ تعلیماتِ نبوی میں ہر قسم کی بھلائی اور برائی کے ایک ایک زاویے کو کھول کر بیان کر دیا گیا ہے۔ اب، کوئی شخص کتنا بہانے ساز کیوں نہ ہو، لفظوں کے ہیر پھیر سے بھلائی کو برائی اور برائی کو بھلائی قرار نہیں دے سکتا۔

حسب ونسب، وطن وعلاقہ، حسن وجمال، جسمانی خدوخال، باطنی کمالات، اخلاق وعادات، زہدوتقویٰ، عقل اور فہم وذکاء، فصاحت وبلاغت، غرض ہر اعتبار سے رسول اللہ ﷺ کو تمام مخلوق سے افضل واعلیٰ مقام، اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔ جس زمانے میں حضور نبی اکرم ﷺ کی تشریف آوری ہوئی، وہ زمانہ ماضی اور مستقبل کے تمام زمانوں پر فوقیت رکھتا ہے، آپ کا قبیلہ تمام قبائل سے افضل قرار پایا۔ پھر افضل قبیلے کے گھروں میں سے سب سے زیادہ فضیلت والے گھر کو آپ ﷺ کی جلوہ گری کے لیے اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا۔ اس سلسلے کی چند احادیث ملاحظہ ہوں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''بے شک میں، نوعِ انسانی کے بہترین زمانہ میں بھیجا گیا ہوں، زمانے پر زمانے گزرتے رہے، یہاں تک کہ میں اس زمانے میں رکھا گیا جس میں کہ میں موجود ہوں''---[۱۹]

حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ مجتبیٰ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور لوگوں سے فرمایا: میں کون ہوں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ پر سلام ہو۔ فرمایا:

''میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں، بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے مخلوق کے سب سے اعلیٰ گروہ میں رکھا۔ پھر اس کے دو گروہ بنا دیے اور مجھے ان میں سے بہتر گروہ میں رکھا۔ پھر اس گروہ کے قبیلے بنائے تو مجھے سب سے اچھے قبیلے میں رکھا۔ پھر اس قبیلے کو گھروں میں تقسیم کیا تو مجھے سب سے اعلیٰ گھرانے میں رکھا، لہٰذا میرا گھرانہ سب سے افضل ہے اور میں اپنی شخصیت کے اعتبار سے بھی سب انسانوں سے اعلیٰ ہوں''---[۲۰]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ!

مَتٰی وَجَبَتْ لَکَ النُّبُوَّۃُ ؟---

8

''آپ پر نبوت کی ذمہ داری کب عائد ہوئی؟''---

فرمایا:

''اس وقت جب کہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے مابین تھے''---[۲۱]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''سب سے پہلے میری قبر کشادہ ہوگی، پھر مجھے جنتی لباس پہنایا جائے گا، میں عرشِ الٰہی کے دائیں طرف کھڑا ہوں گا، مخلوق میں سے میرے علاوہ کوئی دوسرا اس مقام پر کھڑا نہیں ہوگا''---[۲۲]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میرے لیے اللہ تعالیٰ سے وسیلے کا سوال کیا کرو۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! وسیلہ کیا ہے؟ فرمایا: جنت کا سب سے بلند درجہ، جس کو صرف ایک آدمی ہی پائے گا، میں امید کرتا ہوں کہ وہ ایک آدمی میں ہوں گا''---[۲۳]

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت کے دن میں اولادِ آدم کا سردار ہوں گا، اس پر میں فخر نہیں کرتا، حمد (اللہ تعالیٰ کی تعریف) کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں اس پر فخر نہیں کرتا، اس دن حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخر تک ہر نبی میرے جھنڈے کے نیچے ہوگا اور میں ہی اپنی قبر سے پہلے اٹھوں گا، مگر میں اس پر فخر نہیں کرتا''---[۲۴]

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریب ہوئے تو ان کی باہمی گفتگو سن لی۔ ان میں سے کسی نے تعجب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں سے کسی کو خلیل بنایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو۔ ایک دوسرے صحابی حیرانی سے گویا ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو اپنے ساتھ کلام کا شرف بخشنا چاہا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو منتخب کیا۔ ایک اور صحابی کہنے لگے: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقام یہ ہے کہ وہ کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں۔ دوسرے صحابی بولے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو مخلوق میں سے صفی (چنا ہوا) قرار دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سنا اور نکل کر انہیں سلام کہا اور فرمایا:

''میں نے تمہاری گفتگو اور انبیاء کرام علیہم السلام کے مقامات پر اظہارِ تعجب کو سنا ہے، بے شک ابراہیم، خلیل اللہ ہیں اور ان کا یہی مقام ہے۔ موسیٰ نجی اللہ ہیں، وہ

ایسے ہی ہیں۔حضرت عیسیٰ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں اور ان کا مرتبہ ایسا ہی ہے۔
حضرت آدم علیہ السلام منتخب اور چنے ہوئے لوگوں میں سے ہیں، ان کی یہی شان ہے۔
لیکن یاد رکھو کہ میں اللہ کا حبیب ہوں، میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا،
قیامت کے دن حمد باری تعالیٰ کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا، اس پر میں فخر نہیں جتاتا،
میں ہی سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت کو
شرفِ قبولیت بخشا جائے گا، یہ میں بطورِ فخر نہیں کہتا، میں ہی سب سے پہلے جنت کا
دروازہ کھٹکھٹاؤں گا، اللہ تعالیٰ میرے لیے اسے کھول دے گا اور مجھے اس میں
داخل فرمائے گا، فقراء اہلِ ایمان میرے ہمراہ ہوں گے، میں اوّلین وآخرین میں
سب سے زیادہ معزز ومکرم ہوں گا، مگر میں اس پر فخر نہیں جتاتا'' ---[۲۵]

انبیائے سابقین پر رحمتِ عالم ﷺ کی فضیلت کی کئی اور وجوہ بھی ہیں، طوالت کے خوف سے صرف ان کی طرف اشارات پر اکتفا کیا جارہا ہے۔مثلاً:

❶ رسولِ اکرم ﷺ کو خاتم النبیین کے لقب سے نوازا گیا، وحی کا دروازہ بند ہوا، قرآن مجید آخری الہامی کتاب اور آپ کی امت آخری امت قرار پائی۔ ❷ حضور نبی اکرم ﷺ سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام کے نبی ہوئے کہ ان میں سے جس نبی کے زمانے میں آپ تشریف لاتے، ان پر لازم تھا کہ وہ آپ پر ایمان لائیں۔ ❸ ایک اور فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذکر پاک کی رفعت و بلندی کا اعلان فرمایا اور یہ شرف بخشا کہ آپ ﷺ کے ذکر کو اپنے ذکر سے ملا دیا۔اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ازل سے آپ کا ذکر ہورہا ہے اور تا ابد ہوتا رہے گا۔جمعہ، عیدین اور نکاح کے خطبوں اور نماز میں سلام اور درود بھیجنا اور اذان میں اشھد ان محمّدا رّسول اللّٰہ کہنا، اس کی اعلیٰ مثالیں ہیں۔ ❹ کثرتِ معجزات کی وجہ سے بھی رسول اللہ ﷺ کو دیگر انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت حاصل ہے۔حسی معجزات کے علاوہ قرآن مجید کی ہر آیت نبی اکرم ﷺ کا معجزہ ہے۔آیات کی تعداد چھ ہزار دو سو چھتیس ہے۔

''قائدانہ اوصاف ...... اسوۂ حسنہ کی روشنی میں'' کے عنوان میں رسول اللہ ﷺ کی افضلیت اور اشرف المخلوقات کے بیان کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ ہر قائد کو اپنے زمانے کا بہترین انسان ہونا چاہیے۔اگرچہ کامل انسان، صرف انبیائے کرام، خصوصاً رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات ہے، تاہم، یہ تو ہو کہ آج کا قائد، تقویٰ و پرہیزگاری میں اور اسلامی تعلیمات اپنانے میں عام لوگوں کے مقابلے میں اعلیٰ درجے پر فائز ہو۔اسی سے اس کی محبت لوگوں کے

9

دلوں میں اپنا مقام بنا سکتی ہے۔ عوام الناس پر لازم ہے کہ آنکھیں بند کر کے قیادت کے ہر دعوے دار کی قیادت قبول نہ کرلیں، اس راہ میں رہنماؤں اور رہبروں کی شکل میں لٹیرے اور رہ زن چھپے ہوئے ہیں۔ قیادت کے دعوے داروں کی پہچان اور معرفت کا سب سے اہم، قطعی اور حتمی معیار رسول اللہ ﷺ کا اسوۂ مبارکہ ہے۔ یہی اسوہ، صاف شفاف اور ہر طرح کے حالات میں بہترین راہ نما ہے۔

حوالہ جات

۱...... البقرۃ،۲:۹۷
۲...... الانعام،۶:۹۰
۳...... الانعام،۶:۳۴
۴...... الاحقاف،۴۶:۳۵
۵...... الحجر،۱۵:۹
۶...... حٰم السجدۃ،۴۱:۴۲
۷...... نوح،۷۱:۱
۸...... ھود،۱۱:۵۰
۹...... ھود،۱۱:۶۱
۱۰...... الاعراف،۷:۱۵۸
۱۱...... السباء،۳۴:۲۸
۱۲...... الفرقان،۲۵:۱
۱۳...... بخاری، کتاب التیمم، باب قول اللہ عز وجل فلم تجدوا ماء......، حدیث۳۳۵
۱۴...... مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، حدیث:۵۳۲
۱۵...... مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، باب جعلت لی الارض، حدیث۵۲۳
۱۶...... سنن الدارمی، بَابُ مَا یُتَّقٰی مِنْ تَفْسِیْرِ حَدِیْثِ النَّبِیِّ، حدیث۴۴۹
۱۷...... مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، بابُ الاعتصام، حدیث۱۷۷
۱۸...... السنن الکبریٰ للبیھقی، باب بیان مکارم الاخلاق، حدیث۲۰۷۸۲
۱۹...... بخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی ﷺ، حدیث۳۳۶۴
۲۰...... جامع ترمذی، ابواب المناقب، باب فی فضل النبی ﷺ، حدیث۳۶۰۸
۲۱...... جامع ترمذی، ابواب المناقب، باب فی فضل النبی ﷺ، حدیث۳۶۰۹
۲۲...... جامع ترمذی، ابواب المناقب، باب فی فضل النبی ﷺ، حدیث۳۶۱۱
۲۳...... جامع ترمذی، ابواب المناقب، باب فی فضل النبی ﷺ، حدیث۳۶۱۲
۲۴...... جامع ترمذی، ابواب المناقب، باب فی فضل النبی ﷺ، حدیث۳۶۱۰
۲۵...... جامع ترمذی، ابواب المناقب، باب فی فضل النبی ﷺ، حدیث۳۶۱۶

[جاری ہے]

❁❁❁❁❁

جلوسِ میلاد اور خرافات

مفتی محمد شہزاد نوری حنفی

حضور نبی مکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے پرمسرت موقع پر خوشی منانا جائز و مستحسن فعل ہے، کیونکہ حضور ﷺ اس کائنات کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمتِ عظمیٰ ہیں اور نعمت و فضل کے ملنے پر خوشی منانے کا اللہ تعالیٰ نے خود حکم دیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اے حبیب! آپ فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوشی مناؤ، یہ اس مال سے کہیں بہتر ہے جس کو وہ جمع کرتے ہیں'' ---[سورہ یونس:۵۸]

اس آیت کے تحت دورِ حاضر کے عظیم مفسر علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ مختلف تفاسیر کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

''فضل اور رحمت سے مراد نبی ﷺ کی ذات گرامی ہے'' --- [تفسیر تبیان القرآن، ج۵، ص۴۰۹]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

''سیدنا محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں'' ---[صحیح بخاری، رقم الحدیث:۳۹۷۷]

اور نعمتِ الٰہی پر خوشی منانا اہلِ ایمان کا شعار ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

''وہ اللہ کی نعمت اور فضل پر خوشیاں مناتے ہیں'' ---[سورہ آل عمران:۱۷۱]

اور نعمت کے چرچے کرنے کا رب تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کیجیے'' ---[سورۂ ضحیٰ:۱۱]

اور جب یہ واضح ہو گیا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت ہیں اور فضل اور رحمت پر خوشی منانا حکم قرآن کے مطابق ہے، لہٰذا آپ ﷺ کا میلاد منانا، جس میں ولادت مبارک کے واقعات، آپ کے خصائل و کمال اور معجزات کا بیان ہو، شرعاً محبوب و مطلوب ہے۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں:

''میلاد شریف کی اصل لوگوں کا جمع ہونا، قرآن مجید کا تلاوت کیا جانا اور ان آیات و احادیث کو بیان کرنا ہے، جو آنحضرت ﷺ کی شان میں وارد ہوئی ہیں''---

[الحاوی للفتاوی، ص:۱۸۲]

اور اس کے بعد لکھتے ہیں:

''میلاد شریف منانے کو ہم نے مستحسن قرار دیا ہے''---

[الحاوی للفتاوی، ص:۱۸۷]

الحمد للہ رب العٰلمین اہلِ سنت و جماعت بھی محافلِ میلاد کا انعقاد اسی طریقہ سے کرتے ہیں اور میلاد النبی کے پُر مسرت موقع پر مساجد، گلیوں، بازاروں اور گھروں میں جھنڈے، جھنڈیاں لگانا اور روشنی کا اہتمام کرنا جائز ہے اور جھنڈے لگانے کی اصل مندرجہ ذیل روایت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''(ولادت کی رات) میں نے تین جھنڈے نصب کیے ہوئے دیکھے، ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک کعبہ کی چھت پر''---

[خصائصِ کبریٰ، ج۱، ص۴۷]

نبی اکرم ﷺ کی ولادت و بعثت ہم سب کے لیے بہت بڑی نعمت ہے، اس پر جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم، عالم اسلام میں مسلمان اس دن کثرت سے ذکر و اذکار کی محافل سجاتے ہیں، درود شریف پڑھتے ہیں، صدقات و خیرات کا خوب اہتمام و انتظام کرتے ہیں، یہ سب کام اچھی نیت سے کیے جائیں تو خیر و برکت کا باعث ہیں، لہٰذا ربیع النور شریف کے ان ایام بالخصوص بارہ ربیع الاوّل کو انتہائی ادب و احترام کے ساتھ نیک اعمال کرتے ہوئے گزارا جائے، کچھ شریر و فسادی لوگ یا جاہل لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اس دن کو بھی انتہائی غلط طریقے سے گزارتے ہیں، ڈھول باجا بجاتے ہیں، رزق کی بے قدری کرتے ہیں، عورتوں کو سجا سنوار کر بازاروں میں لاتے ہیں، الغرض شریعت سے متصادم حرکتیں کرتے ہیں، جس سے ان کو تو

گناہ ہوتا ہی ہوتا، ان کی وجہ سے دیگر کئی لوگ گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اہلِ سنت و جماعت کی بدنامی کا سبب بھی بنتے ہیں کہ دیکھو جی! یہ سنیوں کا میلاد ہے، جس میں ناچ گانا، ڈھول باجا اور نہ جانے کیا کیا غیر شرعی حرکات ہو رہی ہیں، ان حرکات کی وجہ سے اہلِ سنت کو بدنام کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں ہم انہیں خرافات کو ذکر کریں گے۔

اللہ رب العزت کی عطا سے بعض علماءِ حقہ ایسے بھی ہیں جو چھوٹی چھوٹی خرافات کو آنے والے وقت میں بڑا ہوتے دیکھ لیتے ہیں اور بروقت ان کی سرکوبی کی کوشش کرتے ہیں، لیکن اکثر لوگ ان کو متشدد وغیرہ کہہ کر خاموش کروانے کی کوشش کرتے ہیں، ایسے ہی ہمارے ہاں میلاد شریف کے جلسے جلوسوں میں بھی ہوا، آج سے تیس پینتیس سال قبل کچھ خرافات نئی نئی شروع ہوئیں تو علماءِ حقہ نے خطرے کو بھانپتے ہوئے ان خرافات کے خلاف آواز اٹھائی لیکن اکثریت کی خاموشی لے ڈوبی اور آج اس خاموشی کا رزلٹ ہمارے سامنے ہے۔

انہیں خطرات کو بھانپتے ہوئے جانشین حضور سیدی فقیہ اعظم مفتی محمد محبّ اللہ نوری اطال اللہ عمرہٗ اپنے بتیس سالہ پرانے مضمون میں لکھتے ہیں:

سب سے بڑی پریشانی تو اس بات کی ہے کہ آقائے نامدار ﷺ کے یوم ولادت کے موقع پر نکالے جانے والے جلوس بھی ان خلافِ شرع حرکات کے سائے میں اپنی منزل تک پہنچتے ہیں، جن کے قلع قمع کے لیے آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری ہوئی تھی۔ یہ بے ادبی اور گستاخی کی انتہا ہے کہ عید میلاد کے جلوس، رقص و موسیقی، اخلاق باختہ گانوں کے شور وغل اور عورتوں سے چھیڑ خوانی جیسی غلیظ حرکات سے بھرے ہوئے ہیں، اس پر طرہ یہ کہ علمائے دینِ متین اور انتظامیہ نوٹس نہ لے اور ان خلافِ شرع باتوں کے ختم کرنے کے لیے کوئی اقدامات نہ کیے جائیں، کیا محبتِ رسول، اتباعِ رسول اور اظہارِ عظمتِ رسول ﷺ کے یہی تقاضے ہیں؟ اس طرح کی بیہودگیوں پر رسول اللہ ﷺ کی روحِ اقدس کو جس قدر اذیت ہوتی ہوگی، اس کی بھی کسی کو خبر ہے یا نہیں؟

انسانیت کی سب سے قیمتی متاع تو صرف سرکار ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے، اس لیے حصولِ سعادت کے طور پر جس قدر بھی جلسوں اور جلوسوں کا اہتمام ہو کم ہے، ان سے جس قدر اظہارِ محبت ہو تھوڑا ہے، بلکہ انسانیت کی اصل معراج اور ایمان کی کاملیت کا نشان ہی یہ ہے کہ ان سے عشق و محبت کا اچھے سے اچھا انداز اپنایا جائے اور مدح وثنا کا اعلیٰ سے اعلیٰ طریقہ

منتخب کیا جائے، لیکن ہمارے ملک میں منعقد ہونے والی بہت سی محافلِ میلاد، خصوصاً محافلِ نعت میں اظہارِ عشق کا انداز عامیانہ ہوتا ہے اور کائنات کی سب سے عظیم ہستی کے شایانِ شان نہیں ہوتا۔ کہاں یہ کہ خداوند کریم ان سے تخاطب کے وقت محبت بھرے القاب سے پکارے اور خالی ان کا نام لینا خلاف ادب سمجھے، ان کی عمر کی قسم اور اس سرزمین کی قسم بیان کرے جس پر وہ چلتے پھرتے ہوں، ان کی بارگاہ میں اونچا بولنے کو حبطِ اعمال کا سبب قرار دے، ایسا کرنے والوں کو عقل وشعور سے عاری ہونے کا اعلان فرمائے اور واضح طور پر ان کی عزت کرو اور ان کی توقیر بجالاؤ کا حکم دے، لیکن ان کے نام لیوا میلاد کے جلسوں جلوسوں میں ایسی روش اختیار کریں جس کا معمولی افسر کے روبرو انجام دینا بھی خلاف ادب ہو۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہمارے دل محبتِ رسول ﷺ سے عاری ہو چکے ہیں، صرف مجلسیں اور محفلیں روشن کرنے کا شوق غالب ہے اور دلوں پر سیاہی چھائی ہوئی ہے، اگر یہ بات ہے تو پھر ہماری بدبختی اور حرماں نصیبی کی انتہا ہے۔ [بحوالہ، حسنت جمیع خصالہٖ، ص۱۵۶/ ماہ نامہ نورالحبیب، میلاد نمبر، ستمبر، اکتوبر۱۹۹۲ء، صفحہ۱۲۱]

جانشین حضور سیدی فقیہ اعظم کے مضمون کا یہ اقتباس کس قدر جھنجوڑنے والا ہے اور کتنے درد بھرے انداز میں علماء وعوام اہلِ سنت سے خرافات کو دور کرنے کا کہا گیا ہے، اسی طرح ہمارے ہاں بہت سی خرافات نے جنم لے لیا ہے، مثلاً:

❶...... پہاڑیاں بنانا

پہاڑیاں کئی غیر شرعی امور کا سبب بنتی ہیں، لہٰذا ان کے بنانے کی شرعاً اجازت نہیں۔ ان پہاڑیوں پر جان داروں کی تصاویر رکھی جاتی ہیں اور بغیر ضرورت کے جان دار کی تصویر بنانا منع ہے۔ ان آرائشی پہاڑیوں پر صرف تصویریں ہی نہیں بلکہ مجسمے اور بت سجائے جاتے ہیں، جن کی حرمت پر کسی کو اختلاف نہیں۔ مزید براں کتے، شیر وغیرہ کی تصاویر خانہ کعبہ اور روضۂ رسول ﷺ کی تصاویر کے ساتھ رکھنا بے ادبی ہے۔

❷...... گانا بجانا

گانا بجانا، ناچنا شرعاً ناجائز ہے۔ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور کچھ لوگ وہ ہیں جو (اللہ کے ذکر اور اس کی عبادت سے) غافل کردینے والی کہانیاں خریدتے ہیں تاکہ بغیر علم کے لوگوں کو اللہ کے راستے سے بہکائیں اور اس کا

مذاق اڑائیں، ان لوگوں کے لیے ذلت والا عذاب ہے''---[سورہ لقمان:٦]

علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان لکھتے ہیں:

''ہر وہ بات جو تمہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے ذکر سے غافل کر دے وہ لہوالحدیث ہے، مثلاً رات گئے تک قصے گوئیاں، ہنسانے والے چٹکلے ولطیفے، ہر طرح کی خرافات گانا بجانا وغیرہ''---

[روح المعانی، ج۲۱، ص۵۹، طبع انتشارات جہاں، تہران]

امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مضمون کی حدیث نقل کی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''آخر زمانہ میں میری امت کے ایک گروہ کو مسخ کر کے بندر وخنزیر بنادیا جائے گا، صحابہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! خواہ وہ اس بات کی گواہی دیتے ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول ہیں اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''خواہ وہ نمازیں پڑھتے ہوں، روزے رکھتے ہوں، حج کرتے ہوں''---

صحابہ کرام نے عرض کیا، یارسول اللہ! ان کا کیا گناہ ہوگا؟ فرمایا:

''وہ آلاتِ موسیقی اور عورتوں سے گانے سنیں گے اور دفیں بجائیں گے، شرابیں پئیں گے، اسی لہو ولعب میں وہ رات گزاریں گے اور صبح کو بندر اور خنزیر ہوں گے''---[عمدۃ القاری، ج۲۱، ص۱۷۷، الطباعۃ المنیریہ، بیروت]

اس حدیث میں بندر اور خنزیر کی شکل میں مسخ کیے جانے کی وعید ہے، یا تو حقیقۃً بندر اور خنزیر کی شکل میں متشکل کر دیے جائیں گے یا ان کے اخلاق ان جانوروں جیسے کر دیے جائیں گے۔

امام ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اور سب سے قبیح (بری) چیز یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کو مناروں میں پڑھنے کی نذر مانی جائے اور اس میں گانا بجانا ہو اور اس کا ثواب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچایا جائے''---

[فتاویٰ شامی، ج۲، ص۴۹۲، طبع مکتبہ رشیدیہ]

2

اور یہ پہاڑیاں مردوزن (مردوخواتین) کے اختلاط کا سبب بنتی ہیں اور ان کو دیکھنے کے لیے جو عورتیں آتی ہیں ان میں سے اکثر بے پردہ ہوتی ہیں اور مردوزن کا اختلاط اور بے پردگی شریعتِ مطہرہ میں منع ہے اور مذہبی تہوار بے حیائی، فحاشی کی نذر ہو جاتا ہے جو کہ مسلمانوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

❸...... نقلی داڑھی لگانا

اس موقع پر لڑکوں کا جعلی داڑھیاں لگا کر تفریح کا ماحول بنانا، حضور ﷺ کی پیاری سنت داڑھی شریف کی توہین ہے اور ''آپ ﷺ کی سنت مبارک کا مذاق اڑانا حرام ہے'' اور چہروں پر جانوروں کے ماسک وغیرہ چڑھا کر نقالی کرنا، لوگوں کو خوف زدہ کرنا جائز نہیں، کیونکہ آپ ﷺ نے نقالی سے منع کیا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ آپ ﷺ کے سامنے کسی انسان کی نقل اتاری، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ میں کسی کی نقل اتاروں اور مجھے اس کے بدلہ فلاں فلاں چیز مل جائے''---[سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۴۸۷۵]

اور پہاڑیاں بنانے کی وجہ سے ان کی نمازیں بھی چھوٹ جاتی ہیں، لہٰذا مروّجہ پہاڑیوں پر صرف (خرچ) ہونے والا پیسہ فضول خرچی کے زمرے میں آتا ہے اور فضول خرچی شرعاً منع ہے۔

❹...... اور رستوں میں روکاٹیں کھڑی کر کے مجبور کر کے میلاد کا چندہ لینا جائز نہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَ لَا جَبْرَ عَلَی التَّبَرُّعِ---[فتاویٰ رضویہ، ج ۲۵، ص ۳۷۱]

''اور تبرع پر جبر نہیں''---

البتہ اگر کوئی اپنی رضامندی سے میلاد شریف کا چندہ دیتا ہے تو لینے میں حرج نہیں۔

خلاصہ: مذکورہ مروّجہ پہاڑیوں کی وجہ سے ایک مقدس مذہبی تہوار خرافات ولغویات کی نذر ہو جاتا ہے، لہٰذا ہماری عوام اہلِ سنت سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ وہ پہاڑیاں نہ بنائیں اور ان پر جو پیسہ خرچ کرنا ہے وہ مدارسِ اہلِ سنت پر خرچ کریں تاکہ وہاں سے دینِ مصطفیٰ پڑھ کر نکلنے والے علماء کرام امتِ مسلمہ کی صحیح رہنمائی کر سکیں۔

(نوٹ:) علماء کرام سے گزارش ہے کہ ان مسائل کو اپنے خطبات میں بیان کریں۔

❀❀❀❀❀

3

مولود شریف

سرکارابدقرار ﷺ کے میلاد پاک کے موضوع پر ہزار ہا کتابیں شائع ہوچکی ہیں اور تا قیامت یہ سلسلۂ خیر جاری رہے گا---میلاد کی بابرکت محافل میں پڑھے جانے والے مولودنامے بھی اَن گنت ہیں---زیرنظر''مولود شریف'' بھی اسی سلسلہ کی حسین کڑی ہے---

یہ مولودنامہ برصغیر کے نامورنظم ونثر نگارادیب **خواجہ الطاف حسین حالی** (1837ء تا1914ء) کی پرذوق اور وجد آفرین تصنیفِ لطیف ہے، جوان کی وفات کے بعدان کے صاحبزادے خواجہ سجاد حسین نے پہلی بارحالی پریس، پانی پت سے 1932ء میں شائع کی---موصوف لکھتے ہیں:

> ''حال ہی میں والد مرحوم (مولوی خواجہ الطاف حسین صاحب حالی) کے کاغذات میں اوّل سے آخر تک ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا مجلد مسودہ مولود شریف کا دستیاب ہوا، جو ہو بہو نقل کر کے مطبع کے سپرد کیا گیا اور اب شائع کیا جاتا ہے۔ مسودے کے آخر میں مولانا مرحوم کے دستخطی یہ الفاظ ہیں: ''کاتبہ و مؤلفہ محمد الطاف حسین عفی عنہ'' یہ مسودہ پرانی قسم کے ہلکے نیلگوں چٹھی کے کاغذ پر لکھا ہوا ہے، جس کے بعض اوراق کے گوشوں پر ابھری ہوئی مہر 1864ء کی

لگی ہوئی ہے۔ غالباً اسی سنہ عیسوی اور 1870ء کے درمیان یہ کتاب لکھی گئی تھی،
جس کے طبع ہونے کی مؤلف کی زندگی میں یعنی اخیر 1914ء تک کبھی نوبت نہیں آئی'' ---

دوسری بار یہ مولود نامہ ڈاکٹر آفتاب احمد آفاقی، شعبہ اردو، دہلی یونی ورسٹی دہلی کے تعارف وتحشیہ کے ساتھ جنوری 2001ء میں ثمر پرنٹرز، نئی دہلی سے شائع ہوا---

''مولود شریف'' اردوئے معلّٰی کا بہترین نمونہ، قرآن وحدیث اور سیرت وشمائل کی کتب کا خلاصہ، اردو، فارسی اور عربی اشعار اور تلمیحات سے مرصع اور سلف صالحین کے عقائد ونظریات کا مرقع ہے--- قارئینِ نور الحبیب کی سہولت کے لیے اسے تین قسطوں میں شائع کرنے کا ارادہ ہے--- اس بار ماہِ میلاد النبی ﷺ کی مناسبت سے مولود شریف کا ولادتِ مصطفیٰ ﷺ سے متعلق ابتدائی حصہ شاملِ اشاعت ہے--- اس کا آغاز حمد ونعت سے ہوتا ہے--- اس میں امتِ مصطفیٰ کے خصوصی شرف اور امتیازات کا بیان ہے، پھر سرکار ابدقرار ﷺ کے بیسیوں معجزات اور خصائص وکمالات کا تذکرہ ہے--- چناں چہ آپ کے علم کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''(وہ نبی ﷺ) جس کو آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر صور کے نفخۂ اُولیٰ تک جو کچھ ہوا اور ہوگا، سب معلوم تھا'' ---

اس کے بعد آپ ﷺ کے اوصافِ کریمانہ، جو انسانی اخلاق کا اعلیٰ نمونہ ہیں، مثلاً: آپ کی راست بازی، صبر وشکر، علم وبردباری، جود وسخا، شرم وحیا، صدق وامانت اور زہد واستغناء وغیرہ پر روشنی ڈالی گئی ہے---

اس کے بعد ''مقدمہ فضائلِ مجلسِ مولد کے بیان میں'' کے عنوان سے حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کو ''بہت بڑی عید'' قرار دے کر اظہارِ فرح وسرور اور انعقادِ مجالس ومحافل کا استحباب بیان کرتے ہوئے بات یہاں پر ختم کرتے ہیں:

''خلاصہ یہ ہے کہ ذکر میلاد حضرت سید الاوّلین والآخرین، امام المرسلین صلوات اللّٰہ وسلامہٗ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین دنیا میں مثمرِ برکات اور

آخرت میں موجبِ نجات اور باعثِ رفعِ درجات ہے، اس سے محروم رہنا گویا دولتِ کونین سے محروم رہنا ہے''---

نورِ محمدی کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عرش، کرسی، لوح، قلم، بہشت، دوزخ، آسمان، زمین، فرشتے، جن، انسان، دریا، پہاڑ، درخت، پتھر، جو کچھ اللہ جل شانہٗ نے پیدا کیا، سب نورِ محمدی کا طفیل ہے--- جیسا کہ حدیثِ صحیح میں وارد ہوا ہے:

أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ---

''سب سے پہلے جو اللہ نے پیدا کیا وہ میرا نور ہے''---

نیز کتبِ سابقہ میں آپ ﷺ کے تذکار، آپ کا نسب نامہ اور پاکیزہ پشتوں سے منتقل ہونے اور اس نور کی برکات کا ذکر ہے--- پھر ۱۲ ربیع الاوّل ''شبِ میلاد'' ظہور پذیر ہونے والے عجائبات وارہاصات کا تذکرہ ہے--- آئندہ قسط میں رضاعت سے لے کر بعثت تک، جب کہ تیسری اور آخری قسط میں آپ ﷺ کا حلیہ مبارک اور حسن و جمال کا بیان ہے--- پھر خاتمہ کے عنوان کے تحت آپ ﷺ کی اطاعت و محبت کی اہمیت، علامات اور ثمراتِ محبت اور اطاعت واتباعِ نبوی کی ضرورت واہمیت کو بیان کیا گیا ہے---

قارئین کرام! مولود شریف کا مطالعہ کر کے علمی، ادبی اور روحانی ذوق سے لطف اندوز ہوں---

[ادارہ]

4

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد از تو می خواہم خدا را
الٰہی! از تو عشقِ مصطفیٰ را [۱]

الٰہی! ہماری کیا مجال اور کیا تاب و طاقت جو تیری نعمتوں کا شکریہ ادا کرسکیں۔ تو قدیم ہم حادث، تو خالق ہم مخلوق، تیری نعمتیں بے انتہا اور بے انتہا نعمتوں کا شکر بھی بے انتہا، ہماری ابتدا بھی فنا اور انتہا بھی فنا۔ اگر ہم نے زبان سے تیرا شکر ادا کیا یا دل سے تیرا احسان مانا یا بدن سے تیری خدمت بجالائے تو اس سے حق بندگی ادا نہیں ہوتا۔ زبان تو نے دی، دل تو نے بخشا، بدن تو نے عنایت کیا، شکر کی توفیق تو نے دی، ہم سے تو اتنا ہوسکتا ہے کہ اپنے کو تیری شکر گزاری سے عاجز سمجھیں، لیکن پھر جو دیکھتے ہیں تو یہ بھی غلط، اگر تو نہ جتاوے تو ہم اتنی سمجھ کہاں سے لائیں:

نیاوردم از خانہ چیزے نخست
تو دادی ہمہ چیز من چیزے تست [۲]

ہر چند آدمی، جانور، درخت، پتھر، سورج، زمین، آسمان جو کچھ ہے تیری عنایتوں سے بہرہ مند اور تیرے فیض سے مالا مال ہے، مگر آدمی کو جو خوبیاں تو نے عنایت کیں، ان کا تو کیا ذکر، ایک اپنی معرفت ایسی دی، جس سے وہ اشرف المخلوقات ٹھہرا اور اس کو یہ شرف حاصل کرنے کے لیے عقل اور ادراک عنایت کیا اور عقل کی تقویت کو اپنے سچے نبی بھیجے۔ اس سے بڑھ کر بنی نوع بشر کو تو نے یہ بڑائی دی کہ سارے جہاں کا سردار نبیوں کا پیش وا،

ایک تیرا بندہ اور سب کا آقا، ایک تجھ سے چھوٹا اور سب سے بڑا، وہ کون؟ سید المرسلین، امام المتقین، قائد الغر المحجّلین، صاحب البلد الامین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین۔ لراقمہ:

رسولی ، سیدی ، ثقتی ، رجائی
ملاذی ، قدوتی ، غوثی ، امامی [۳]

ابوالقاسم، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ و اصحابہ و سلم لباسِ بشری میں جلوہ فرما ہوا۔ لراقمہ:

وہ شاہ جس کا عدو جیتے جی جہنم میں عداوت اس کی عذابِ الیم جاں کے لیے
وہ شاہ جس کا محبّ امن وعافیت میں مدام محبت اس کی حصارِ حصین اماں کے لیے
وہ چاند جس سے ہوئی ظلمتِ جہاں معدوم رہا نہ تفرقۂ روز و شب زماں کے لیے
وہ پھول جس سے ہوئی سعیِ باغباں مشکور رہی نہ آمد و رفتِ چمن خزاں کے لیے

امت محمدیہ کا شرف

ہاں، اے امت محمدیہ! فخر کرنے کا مقام ہے، جو شرف آج تم کو حاصل ہے، تم سے پہلے کسی کو ملا ہے تو بتا دو، اللہ جل شانہٗ نے تم کو خیرِ امم فرمایا، تمہارے دین کو کامل کیا، تم پر اپنی نعمت تمام کی، تم کو اور امتوں پر وہ فضیلت دی جو اس کی ذاتِ پاک کو تمام مخلوقات پر ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو تمہارے دیدار کا مشتاق کیا اور جب تمہارے دیکھنے کی آس نہ رہی تو تمہاری زبان سے صدائے لبیک سنا کر تسلی دی اور تمہاری خواجہ تاشی کی آرزو دل میں ڈالی۔ جنت کو تمہارے داخل ہونے سے پہلے سب پر حرام فرمایا۔ تمہاری شریعت کو ساری شریعتوں کا ناسخ ٹھہرایا۔ قیامت کے دن شہادت کا منصب تم کو دیا، اپنا کلام پاک تمہارے سینوں میں محفوظ رکھا، غنیمت کا مال تم کو حلال فرمایا، مٹی کو تمہارے لیے آبِ طاہر کا حکم دیا، نماز اور جہاد میں تمہاری صفوں کو فرشتوں کی صفوں کے برابر قدر و منزلت عنایت کی۔ ہر ہفتہ میں روزانہ تمہارے لیے عید کا دن مقرر کیا تا کہ اہلِ کتاب کے ایامِ عید سے تمہاری عید مقدم ہو، تمہاری دُعا قبول کرنے کو ہر جمعہ میں ایک ساعت مقرر فرمائی، ہر رمضان کی پہلی رات تم کو موردِ نظرِ عنایتِ خاص فرمایا۔ روزے میں تمہاری بوئے دہن کو مشک سے زیادہ خوشبو سمجھا، افطار کے وقت فرشتے تمہاری مغفرت کی دُعا مانگنے کو مقرر کیے، شیاطین کے شر سے اس مہینے میں تم کو بچایا۔

سحر کھانے میں تاخیر اور روزہ کھولنے میں تعجیل تمہاری خاطر مستحب ٹھہرائی، کھانا پینا، مباشرت کرنا اوروں کو سونے کے وقت تک حلال تھا، تم کو فجر تک حلال فرمایا۔

رمضان میں تمہارے لیے ایک رات جاگنے کا ثواب اوروں کے ہزار مہینے تک راہِ خدا میں جہاد کرنے سے زیادہ رکھا۔ مصیبت کے وقت ایک اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن کہنے پر صلوٰۃ و رحمت بھیجنے کا تم سے وعدہ کیا۔ اگلی امتوں کے احکام شاقہ سے تم کو سبک دوش فرمایا۔ عذر کی حالت میں تم کو عبادت کرنے کے سہل طریقے تعلیم فرمائے۔ بھول چوک اور وسوسوں کے مؤاخذے سے تم کو بری کیا۔ تمہارے اجماع کو حجت اور تمہارے اختلاف کو رحمت ٹھہرایا۔ طاعون اگلی امتوں پر عذاب تھا تمہارے لیے شہادت و رحمت ہے۔ عمریں تمہاری تھوڑی تھیں اجر تم کو سب سے زیادہ دیا۔ تمہارے دین کے بدخواہ بہت تھے، تمہاری کتاب کو دشمنوں کے تصرف سے محفوظ رکھا۔ تم قبروں میں گنہگار جاتے ہو قیامت کے دن گناہوں سے پاک نکلو گے۔ میدانِ حشر میں جہاں تم ہو گے کوئی نہ ہوگا۔ تمہاری منزلت کی وہاں سب لوگ تمنا کریں گے۔ تمہارے اعضائے وضو میں وہ چمک دمک ہوگی جس کے سبب تم سب اہلِ حشر سے ممتاز ہو گے، تمہاری پیشانیاں چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن اور تاباں ہوں گی۔

کمالات و معجزاتِ مصطفٰی ﷺ

اے امتِ محمدیہ! تم نہیں جانتے کہ یہ اختصاص تم کو کہاں سے ملا اور کیوں ملا؟ یہ سب اُسی ذات بابرکات کا طفیل ہے، جس کی بدولت ایک تم کیا، تمام عالم نعمتِ وجود سے بہرہ مند ہوا۔ وہ ﷺ جو آدم علیہ السلام سے پہلے نبی تھا اور خلق کی ہدایت کو سب سے پیچھے بھیجا گیا، جس کے امتی ہونے کی موسیٰ علیہ السلام سے اولوالعزم نے آرزو کی، جس کی نبوت میں ساری نبوتیں یوں محو ہو گئیں جیسے دھوپ میں ستارے، جس نے روزِ الست ربوبیت کا اقرار سب سے پہلے کیا، جس کا نام مبارک عرشِ مجید اور جنت کے دروازوں پر لکھا گیا، جس پر ایمان لانے کا اور جس کی نصرت کرنے کا عہد انبیاء علیہم السلام سے لیا گیا، جس کی آمد آمد کی خبریں اگلے نبیوں کی کتابوں اور صحیفوں میں برابر آتی رہیں، جس پر ابر نے گرمیٔ آفتاب میں سایہ کیا، جس کی کوئی بات دل کی خواہش سے نہ تھی، جس کو اللہ جل شانہٗ نے دنیا ہی میں بہشت کی نعمتیں عنایت کیں، جس کو دن رات، آگے پیچھے یکساں نظر آتا تھا، جس کے آبِ دہن سے کھاری پانی میٹھے ہوئے،

جس نے ایک انگلی کے اشارے سے چاند کو دو ٹکڑے کیا، جس نے پانی کے ایک ایک پیالے سے بارہا سیکڑوں کیا بلکہ ہزاروں آدمی اور جانور کو سیراب کیا، جس کی بدولت غزوۂ تبوک میں ایک دو آدمی کی خوراک سے ستر ہزار آدمی سیر ہوئے، جس نے اہلِ صفہ کو ایک کاسۂ طعام میں سیر کر دیا اور کاسہ جوں کا توں بھرا رہا، جس کی دُعا سے دس دس آدمی نوبت بنوبت تھوڑے سے کھانے میں تمام دن برابر کھاتے رہے، جس نے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کا سارا قرض ایک خرمنِ تمر سے اُتار دیا اور خرمن سے کچھ کم نہ ہوا، جس کے آبِ دہن کی برکت سے کنوئیں کا پانی اس قدر اُبلا کہ آدمی اور جانور بے منتِ دَلو ورَسن سیراب ہو گئے، جس نے شترِ مست کو موئے پیشانی پکڑ کر مطیع وفرماں بردار کیا، جس کے روبرو اونٹ نے آ کر اپنے مالک کی جور وتعدی کی شکایت کی، جس کے ہاتھ سے ذبح ہونے کو قربانی کے اونٹ ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے، جس نے بن بیاہی بکری کو کمر پر ہاتھ پھیرنے سے شیر دار کیا، جس کی رسالت کا اقرار بھیڑیے کی زبان سے سن کر یہودی راعیٔ غنم اسلام لایا، جس نے اپنی نبوت کی گواہی سوسمار کی زبان سے دلوائی، جس کے آگے ہرنی نے کلمۂ شہادت پڑھا، جس کے لشکر کو غیب سے ایک ہرنی نے آ کر اپنے دودھ سے سیراب کیا، جس پر کبوتروں نے سایہ کیا، جس کی نگہبانی کو مکڑی نے غار کے دروازہ پر جالا پورا اور کبوتری نے انڈے دیے، جس کے ارشاد سے درخت اپنی جگہ چھوڑ کر دور سے آیا اور تین بار گواہی دے کر اپنی جگہ چلا گیا، جس کو بیری کے درخت نے شق ہو کر رستہ دیا، جس کی رسالت کا اقرار شاخِ خرما نے درخت سے جدا ہو کر کیا، جس کو رفعِ حاجتِ ضروری کے وقت کھجور کے درختوں نے مل کر چھپایا، جس کی دعا پر عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے دروازہ کی چوکھٹ اور گھر کی دیواروں نے تین بار آمین آمین کہا۔ جس کی جدائی میں ستونِ مسجد نے وہ نالۂ دردناک کھینچا کہ مسجدِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہل گئی، جس کے بارِ عظمت سے کوہِ اُحد اور کوہِ ثبیر اور کوہِ حرا کو جنبش ہوئی، جس کے ہاتھ میں انگور اور انار اور کنکریوں نے تسبیح کی، جس کی زبان سے عظمت وجلالِ الٰہی سن کر منبرِ مسجد ہلنے لگا، جس کے ایک اشارے سے خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت بے ہاتھ لگائے زمین پر گر پڑے، جس کو ایک دن کی بچی نے اَنْتَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا، جس نے مجنوں کے سینے پر ہاتھ پھیر کر فوراً اچھا کر دیا، جس کے منہ کی کلی اور ہاتھوں کا دھوون پی کر گونگا بولنے لگا، جس کے

آبِ دہن سے مستسقی نے شفا پائی اور علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کا درد چشم فوراً جاتا رہا۔ جس کی ندا کے جواب میں مردے نے لَبَّیْكَ وَ سَعْدَیْكَ کہا، جس کی دُعا سے قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ کا زخم دم بھر میں جاتا رہا۔ جابر انصاری رضی اللہ عنہ کے دو بیٹے زندہ ہوئے، انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بہت سا مال واولاد ملا، جس کی دُعا سے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات ہوئے، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مال و دولت بے حساب پایا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اسلام کو تقویت ہوئی، لڑائی میں لشکرِ اسلام ابرو باراں سے سیراب ہوا۔ جس کی دُعا سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ترجمانِ قرآن بنے، عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے تجارت میں بڑے بڑے فائدے اٹھائے، جس کی دُعا سے علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ گرمی میں جاڑوں کے کپڑے اور جاڑوں میں گرمی کے کپڑے پہنا کیے، کبھی گرمی یا سردی کا آسیب تک نہ پہنچا۔ جس کی دعا سے عروہ بن ابی الجعد رضی اللہ عنہ تجارت سے یہاں تک بہرہ مند ہوئے کہ خاک بھی مول لی تو نفع اٹھایا۔ جس کی دعا سے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کبھی بھوک سے بیتاب نہ ہوتی تھیں، جس کی دُعا سے قوم مُضَر میں قحط بھی پڑا اور پھر سمان بھی ہوگیا، جس کی دُعا سے سلطنت کسریٰ پر زوال آیا۔ عقبہ بن ابی لہب کو شیر نے چیرا، ظلم بن جثامہ کو زمین نے قبول نہ کیا:

تیرِ قضا ہر آئینہ در ترکشِ حق است
اما کشادِ آں زِ کمانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است [۴]

جس کا دل حقائق منزل خواب میں بیدار رہتا تھا، جو سوتے میں سب کی باتیں سنتا تھا، جس کے بدن پر کبھی مکھی نہ بیٹھی، جس کے کپڑوں میں بھی جوں نہ پڑی، جس کا پسینہ مُشک سے زیادہ خوشبودار تھا، جس کی برکت سے شیطان، آسمان کی خبریں لانے سے عاجز ہوئے اور کاہنوں کا بازار سرد ہوگیا۔ جس کی سواری کے لیے آسمان سے براق زین اور لگام سمیت اُترا اور مکے سے مسجد اقصیٰ اور وہاں سے آسمان پر راتوں رات لے گیا، جس نے انبیاء اور ملائکہ کو نماز پڑھائی اور بہشت و دوزخ کو دیکھا اور وہاں پہنچا جہاں کسی کا علم وادراک نہ پہنچے۔ جس کو دنیا ہی میں دولتِ دیدار میسر ہوئی، جس کے ہمراہِ رکاب فرشتے چلتے تھے اور فوج میں مل کر کافروں سے لڑتے تھے، جس کو ظاہر و باطن کے خزانوں کی کنجیاں ملیں، جس کی نبوت جن وانسان دونوں کو شامل تھی، جس کو درختوں اور پتھروں اور جانوروں نے سلام کیا، جس کا نسب اور سبب

قیامت کے دن منقطع نہ ہوگا، جس کے سوال کا جواب دینا نماز کی حالت میں واجب تھا۔ جس کا وجودِ مسعود تمام عالم کے لیے رحمت تھا، جس کے مرضِ موت میں جبریلِ امین علیہ السلام تین بار عیادت کو آئے، جو وفات کے بعد قبر میں زندہ ہے اور اذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے، جس کی قبر میں امت کا درود و سلام پہنچانے پر فرشتے مامور ہیں، جو قیامت کے دن قبر سے بہشت کے نفیس حلّے پہنے براق پر سوار نکلے گا، جس کو شفاعتِ عظمیٰ کا منصب اور لوائے حمد ملے گا، جس کو آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر صور کے نفخۂ اُولیٰ تک جو کچھ ہوا اور ہوگا، سب معلوم تھا، جس کا نام مبارک اللہ جل شانہٗ نے آسمان اور زمین پیدا کرنے سے پہلے عرش پر اپنے نام کے ساتھ لکھا، جس کا نام لے کر پکارنا کمال بے ادبی اور گستاخی شمار کیا گیا، جس کی عمر کی اور جس کے شہر کی اور جس کے زمانے کی حق تعالیٰ نے قسم کھائی، جس کے حضور پکار کے بات کرنی حرام تھی، جس کا ہم نام آتشِ دوزخ سے بچایا جائے گا، جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں کہیں نام لے کر نہ پکارا، جیسے آدم اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور داوٗد اور زکریا اور عیسیٰ اور یحییٰ علیہم السلام کو نام لے کر پکارا، جس کا نام اللہ تعالیٰ نے اپنے اسم پاک سے مشتق فرمایا:

فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّ هٰذَا مُحَمَّدٌ---[۵]

جس پر درود بھیجنا فرضِ عین اور جس کا نام بغیر درود کے لینا بے ادبی ہے:

یَا رَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰی نَبِیِّكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ [۶]

مکارم اخلاق و اوصافِ حسنہ

بردباری کا وہ عالم کہ جنگِ اُحد میں لب و دندان مبارک کو دشمنوں کے ہاتھ سے آسیب پہنچا، یاروں کو شاق گزرا، عرض کرنے لگے کہ آپ نے بددعا نہ کی، یہ لوگ اپنے کیے کو پہنچ جاتے۔ فرمایا، میں لوگوں کو خدا کی طرف بلانے والا ہوں یا رحمت سے دور کرنے والا اور یہ دُعا پڑھی:

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِیْ فَإِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ---

''الٰہی! میری قوم اندھی ہے، اس کو آنکھیں دے''---

عقل و دانش کا وہ حال کہ وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اگلے وقتوں کی

ایک اور پر ستر کتاب دیکھی، اُن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے کل بنی آدم کو ابتدائے آفرینش سے جس قدر عقل عنایت کی، وہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عقلِ سلیم کے رو برو ایسی ہے جیسے تمام ریگستانِ دنیا میں ایک ذرّہ۔ لکھا ہے کہ عقل کے سو حصے ہوئے، ایک کم سو آپ کو ملے اور ایک تمام مومنین کو، صبر کی یہ صورت کہ آپ خود فرماتے ہیں:

مَا اُوْذِیَ نَبِیٌّ مِثْلَ مَا اُوْذِیْتُ---

''یعنی کفار نے جس قدر مجھے ستایا، کسی نبی کو نہیں ستایا''---

لبید ابن الاعصم یہودی نے آپ پر جادو کیا، یہودیہ خیبریہ نے زہر دیا، آپ نے دونوں سے درگزر کی، شفقت و رأفت کا یہ رنگ کہ کفار پر سختی اور تشدد کرنے کا حکم برابر چلا آتا تھا، آپ کے منہ سے دُعا و استغفار کے سوا ان کے حق میں بھی کچھ نہ نکلا، آخر جب یہ حکم آیا کہ کافروں کے حق میں تو استغفار کر یا نہ کر، اگر ستر بار استغفار کرے گا تو بھی اللہ اُن کو نہ بخشے گا، تو آپ کیا کہتے ہیں کہ اللہ نے مجھے اختیار دیا ہے استغفار کروں چاہوں نہ کروں، میں نے ایک چیز اختیار کر لی، یعنی استغفار۔ اگر ستر بار استغفار کرنے سے نہ بخشے گا، میں اور اس سے زیادہ کروں گا۔ بذل و جود اس مرتبہ کہ کچھ پاس ہوا یا نہ ہوا مگر سائل کو کبھی ناکام نہ جانے دیا، کچھ نہ ہوا تو کہہ دیا کسی سے قرض لے کر کام چلا، ہمارے پاس کچھ آ جائے گا تو ادا کر دیں گے، حنین کی غنیمت میں سے ہر ایک عرب کو سو سو اونٹ اور ہزار ہزار بکریاں دیں۔ ابوسفیان نے آ کر عرض کیا، یارسول اللہ! آپ سے زیادہ قریش میں مال دار کون ہے، اس مال میں سے ہم کو بھی دیجیے۔ آپ مسکرائے اور بلال کو ارشاد فرمایا کہ چالیس اوقیہ نقرہ اور سو اونٹ اس کو بھی دے دو۔ ابوسفیان نے کہا، حضرت اور میرے بیٹے یزید کا حصہ۔ فرمایا، سو اونٹ اس کے بھی دے دو۔ کہا، معاویہ کا حصہ نہ دیجیے گا؟ سو اونٹ اور چالیس اوقیہ اس کے حصہ کے بھی دلوائے۔ ابوسفیان نے عرض کیا:

فِدَاكَ اُمِّیْ وَ اَبِیْ واللہ! تیرا کرم لڑائی اور صلح میں یکساں ہے۔ وَلِلّٰہِ دَرُّ مَنْ قَالَ::

مَــا قَــالَ لَا قَــطُّ اِلَّا فِــیْ تَشَھُّــدِہٖ

لَـوْ لَا التَّشَھُّـدُ کَـانَـتْ لَاؤُہٗ نَـعَـمُ [۷]

شرم و حیا ایسی کہ اگر کسی کی کوئی بات یا کوئی کام ناگوار ہوتا تو کبھی اُس شخص کا نام لے کر

انکار نہ فرماتے، بلکہ یوں کہتے، کیا ہو گیا لوگوں کو ایسے ایسے کام کرتے ہیں۔ لطف و رحمت اس قدر کہ جب قریش نے آپ کو حد سے زیادہ تکلیفیں دیں تو جبریل امین علیہ السلام نے آ کر خبر دی کہ ملکِ جبال علیہ السلام جس کے تصرف میں سارے جہاں کے پہاڑ ہیں حکم الٰہی کے موافق آپ کی اجازت چاہتا ہے کہ اگر کہیے تو ابھی مکے کے پہاڑوں کو درہم برہم کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میں یہ نہیں چاہتا کہ یہ لوگ ہلاک ہوں۔ ہاں! یہ آرزو ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کے صلب سے ایسا شخص پیدا کرے جو اُس کی عبادت کرے اور کسی کو اُس کا شریک نہ ٹھہرائے۔

لکھا ہے کہ امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا کو نماز میں کندھے پر چڑھا لیتے، جب سجدہ میں جاتے تو زمین میں بٹھا دیتے، جب کھڑے ہوتے تو پھر گود میں اٹھا لیتے۔

صدق و امانت کے دشمن بھی قائل تھے، نبوت سے پہلے ایک زمانہ آپ کو محمد الامین کہتا تھا۔ ایک بار ابوجہل نے آپ سے کہا، ہم تجھے نہیں جھٹلاتے، ہم تجھے جھوٹا نہیں جانتے، تیرے سچے ہونے میں کوئی شک نہیں، ہاں! تو جو یہ کتاب لایا ہے، اس کو جھٹلاتے ہیں اور ہرقل نے جو ابوسفیان سے بہت سے سوال کیے ان میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ تم لوگ اس شخص کو دعوائے نبوت سے پہلے جھوٹا جانتے تھے یا سچا؟ ابوسفیان نے کہا، واللہ! جھوٹ تو کبھی اس نے نہیں بولا۔ ہرقل نے کہا، جو مخلوق سے جھوٹا نہیں وہ خالق سے جھوٹا کیوں ہونے لگا اور حارث بن عامر کہ سخت مشرک تھا، باہر لوگوں کے سامنے آپ کی تکذیب کرتا مگر گھر میں جاتا تو اپنے گھر والوں سے کہتا، واللہ! محمد جھوٹا نہیں۔ تمکین و وقار اور حرکات و سکنات میں آہستگی آپ کے برابر کسی میں دیکھی نہ سنی، بے ضرورت کبھی ہاتھ نہ ہلاتے، پاؤں پھیلاتے بات نہ کرتے، تبسم کے سوا کسی نے آپ کو ہنستے نہ دیکھا۔ کوئی آپ کے حضور ہنسنے نہ پاتا تھا، پکار کے نہ بولتا تھا، لغو بات نہ کرتا تھا۔ آپ بات کرتے تھے تو برابر اہلِ مجلس کے سر جھک جاتے تھے، رفتار میں نہ کسل تھا، نہ اضطراب۔

زہد کا یہ نقشہ کہ حضرت کی زِرہ ایک یہودی کے پاس گروی تھی، روز وفات تک اس کے چھڑانے کا مقدور نہ ہوا۔ کبھی نانِ گندم سیر ہو کر نہ کھائی۔ وفات کے بعد کاشانۂ نبوت میں ایک دینار یا ایک درہم، ایک اونٹ یا ایک بکری نہ تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو میرے گھر میں اتنا نہ تھا کہ کوئی جان دار کھالے،

8

ہاں! مگر کچھ جَو بقدرِ نصف کیل پائے گئے۔

حضرت فرماتے ہیں کہ مجھ کو حکم الٰہی ہوا کہ اگر تو کہے تو تمام مکے کے سنگریزے طلائے ناب ہوجائیں، میں نے عرض کیا، الٰہی! یہ تو میں نہیں چاہتا، بلکہ یہ چاہتا ہوں کہ ایک دن بھوکا رہوں تاکہ تجھ سے مانگوں اور ایک دن سیر ہوں تاکہ تیرا شکر ادا کروں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم لوگ یعنی اہلِ بیتِ نبی ایک ایک مہینے گھر میں آگ نہ جلاتے تھے اور خوراک ہماری خرما ہوتا تھا یا پانی اور آپ نے تو کبھی سیر ہو کر کھایا ہی نہیں۔ مگر کیا ذکر ہے کہ کسی کے سامنے اس کا ذکر آجائے۔ فاقہ، غنا سے زیادہ عزیز تھا، تمام تمام رات بھوکے رہتے، میں آپ کا حال دیکھ کر رو پڑتی اور پیٹ سہلانے لگتی اور کہتی: رُوْحِيْ فِدَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه ! آپ نے دنیا میں سے اس قدر بھی نہ پسند کیا جس میں کھانا پینا تو اچھی طرح چلتا، بدن کی طاقت تو بنی رہتی۔ آپ فرماتے، عائشہ! مجھے دنیا سے کیا کام، دنیا میرے کس مصرف کی ہے؟ میرے بھائی جو اولوالعزم رسول تھے، اس سے بھی زیادہ سختیاں اٹھاتے تھے، آخر اسی حال میں جہان سے گزر گئے اور اللہ کے سامنے سرخرو ہوئے۔ اب مجھے شرم آتی ہے کہ میں آج دنیا میں آرام طلب ہوجاؤں اور کل کو ان کا ساتھ نہ پاؤں۔ مجھے اپنے بھائیوں اور دوستوں کے ملنے سے زیادہ کوئی شے عزیز نہیں:

بُشْرٰى لَنَا مَعْشَرَ الْاِسْلَامِ اَنَّ لَنَا
مِنَ الْعِنَايَةِ رُكْنًا غَيْرَ مُنْهَدِمِ [۸]

يَا رَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا عَلٰى نَبِيِّكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

حضرات! یہ جو کچھ تم نے اپنے نبی کے مدارج سنے، واللہ! اس بحرِ محیط کے ایک قطرے اور کتابِ مبین کے ایک نقطے کے برابر نہیں۔ میں کیا، اگر ساری خدائی اکٹھی ہو تو اس ذاتِ پاک کی بے شمار خوبیوں میں سے ایک خوبی کا پورا پورا بیان نہ ہوسکے:

کتابِ فضلِ تو را آبِ بحر کافی نیست
کہ تر کنم سرِ انگشت و صفحہ بشمارم [۹]

اے اہلِ مجلس! اس وقت تمہارا حال بے شک ایک مستسقی کے حال سے کچھ کم نہیں، اس ذکرِ جمیل کے سننے سے دَم بدم تمہارا شوق دوبالا ہوتا جاتا ہے، مداح اگر پڑھتے پڑھتے

ذرا دم لیتا ہے تو تم پر قیامت گزر جاتی ہے، تمہارے دل ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ کا دم بھر رہے ہیں۔ مگر ذرا غور تو کرو، جس کی شان میں اللہ جل شانہٗ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اور وَ کَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا فرمائے، وہاں بشر کی مجال ہے جو دم مار سکے۔

محققین نے لکھا ہے کہ عظیم اُس شے کو کہتے ہیں جس کو آنکھ اس سرے سے اس سرے تک نہ دیکھ سکے، جیسے آسمان یا جو عقل اور ادراک میں نہ آ سکے، جیسے حق تعالیٰ کی ذات وصفات، پس آپ ﷺ کے مکارم اخلاق اور اللہ کی عنایتِ خاص جو حضرت پر تھی، انسان کی دید و دریافت سے باہر ہے۔ وَلِلّٰہِ دَرُّ مَنْ قَالَ:

جز خدا نہ شناخت کسے قدرِ تو زانکہ
کسے خدا را ہیچو تو نہ شناختہ [۱۰]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْآنَ---

یعنی جیسے قرآن کے معنی بے انتہا ہیں، اسی طرح خلقِ محمدی کے آثار وانوار کی کچھ انتہا نہیں، واقعی یہ رستہ نہایت کٹھن ہے۔ یہاں جس کا قدم حد سے آگے بڑھا، وہی سر کے بل گرا۔ کوزے میں دریا کا سمانا سہل، اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے نکل جانا آسان، آسمان کے ستارے شمار کرنے ممکن، ہوا ترازو میں تولنی صحیح، چاندنی کو گز سے ناپنا معقول، حقیقتِ محمدی ﷺ پہچاننی محال:

عرفی مشتاب ایں رہِ نعت است، نہ صحرا است
آہستہ کہ رو بر دمِ تیغ است قدم را [۱۱]

اہلِ بزم اس عذر سے افسردہ دل اور پژمردہ خاطر نہ ہوں، ذرا صبر کریں، میں وہ قصہ بیان کرتا ہوں، جس کو مریض سنے تو شفا پائے، مردہ سنے تو زندہ ہو جائے، یعنی رسولِ کریم ﷺ کی ولادتِ باسعادت کا کچھ مختصر حال صحیح صحیح روایتوں کے موافق نقل کرتا ہوں:

لب میں اگر نہیں، تو ہمارے سخن میں ہے
وہ خاصیت کہ اُس لبِ اعجاز فن میں ہے

●●●●●

9

مقدمہ فضائلِ مجلسِ مولد کے بیان میں

روزِ محشر کہ زِ ہر شیخ و برہمن پرسند

سرو ہم قصۂ شوق تو چو از من پرسند [۱۲]

امام ابوالخیر بن جزری کہتے ہیں کہ اہلِ صلیب کے یہاں ان کے نبی کی ولادت کی رات بہت بڑی عید ہوتی ہے، تعجب ہے کہ اہلِ اسلام سید الاوّلین والآخرین کی روزِ ولادت کو عید کا دن نہ ٹھہراویں، اور بعض اکابر کا قول ہے کہ میں ہر سال ربیع الاوّل میں کچھ کھانا پکوا کر تقسیم کیا کرتا تھا، ایک سال زیادہ مقدور نہ تھا، کچھ چنے ابال کر تقسیم کر دیے۔ ایک روز خواب میں زیارت سے مشرف ہوا، دیکھا کہ وہی اُبالے چنے حضرت کے سامنے رکھے ہیں اور روایت ہے کہ جب آنحضرت ﷺ پیدا ہوئے تو یہ مژدہ ثویبہ نے ابولہب کو سنایا، اس نے اس خوشی میں ثویبہ کو آزاد کر دیا۔ ابولہب کی موت کے بعد کسی نے اس کو خواب میں دیکھا، پوچھا، کیا حال ہے؟ کہا، دوزخ میں ہوں، اَعَاذَنَا اللّٰہ منھا، لیکن ہر دوشنبہ کی رات مجھ پر تخفیفِ عذاب ہوتی ہے اور اس رات اپنی دو انگلیاں چوستا ہوں تو آبِ شیرین کا مزہ پاتا ہوں۔ یہ سب ثویبہ کا صدقہ ہے کہ اس نے مجھے آنحضرت کے پیدا ہونے کی بشارت سنائی تھی، تو میں نے اس خوشی میں اس کو آزاد کیا تھا۔ ابنِ جزری کہتے ہیں کہ جب ابولہب کا سا کافر جس کی مذمت قرآن میں موجود ہے، اس خوشی کا بدلہ دوزخ میں پائے تو وہ مسلمان جو آپ کی ولادت باسعادت کے دن خوش ہوتے ہیں اور مجلسیں کرتے ہیں، قیامت کے دن کیا کچھ نہ پائیں گے؟ بے شک بہشت اور بہشت کی نعمتیں انھیں کے واسطے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس مجلس کا ترتیب دینے والا اور اس میں شریک ہونے والا سال بھر ہر ایک بلا سے محفوظ رہتا ہے اور جلد جلد اپنی مرادوں کو پہنچتا ہے۔

شیخ ابوموسیٰ زینونی سے منقول ہے کہ انھوں نے ایک بار آپ ﷺ کو خواب میں دیکھا، عرض کیا کہ فقہاء لوگوں کو مجلسِ میلاد سے روکتے ہیں، فرمایا:

مَنْ فَرِحَ بِنَا فَرِحْنَا بِہٖ---

''جو ہماری خوشی چاہے وہ ہماری خوشی کرے''---

ابن جوزی کہتے ہیں کہ حرمین اور مصر اور شام اور یمن اور کل بلادِ عرب میں قدیم سے یہ دستور چلا آتا ہے کہ ربیع الاوّل کا چاند دیکھنے کی کمال خوشی کرتے ہیں اور اس مہینے میں جابجا مجلسیں منعقد ہوتی ہیں اور مال، نقد، جنس، جو کچھ جس سے ہوسکتا ہے، خیرات کرتا ہے اور ذکرِ مولد شریف کے لیے بڑی بڑی تیاریاں کرتے ہیں اور اس کی برکت سے سال بھر خیر و عافیت اور امن و امان سے گزرتا ہے، رزق کی کشائش ہوتی ہے، مال میں برکت ہوتی ہے، بے اولاد اولاد پاتے ہیں، حاجت مند اپنی مُرادوں کو پہنچتے ہیں۔

شیخ ابوالخطاب بن دحیہ لکھتے ہیں کہ ایک دن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے گھر میں آپ کی ولادت کا قصہ لوگوں کے آگے بیان کر رہے تھے، اتفاقاً آپ تشریف لے آئے۔ دیکھا کہ لوگ حضرت کا ذکر سن سن کر خوش ہو رہے ہیں اور حمدِ الٰہی کر رہے ہیں اور درود پڑھ رہے ہیں۔ فرمایا، تم میری شفاعت کے مستحق ٹھہر گئے اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک دن آپ کے ہمراہِ رکاب عامر انصاری کے گھر جا نکلے۔ دیکھا کہ وہ اپنے اہل و عیال کو حضرت کی ولادت کا قصہ تعلیم کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا، اے عامر! اللہ نے تجھ پر اپنی رحمت کے دروازے کھول رکھے ہیں اور فرشتے تیرے حق میں استغفار کرتے ہیں۔ لراقمہ:

بنے ہیں مدحتِ سلطانِ دو جہاں کے لیے
سخن زباں کے لیے اور زباں دہاں کے لیے
اسی سے ہوتا ہے ظاہر عیارِ استعداد
محک ہے حبِ نبی دل کے امتحاں کے لیے

کیوں حضرات! اس مجلسِ عالی کے فضائل و برکات تم نے سنے، اس قسم کی روایتیں اور حکایتیں اور بہت ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ ذکرِ میلادِ حضرت سید الاوّلین والآخرین، امام المرسلین صلوات اللّٰه وسلامہٗ علیه و آله و اصحابه اجمعین دنیا میں مثمرِ برکات اور آخرت میں موجبِ نجات اور باعثِ رفعِ درجات ہے، اس سے محروم رہنا گویا دولت کونین سے محروم رہنا ہے:

درِ فیض است منشین از کشائش ناامید ایں جا
برنگِ دانہ از ہر قفل می روید کلید ایں جا [۱۳]

ذکر ولادت (نورِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام)

سنتے ہو صاحبو! عرش، کرسی، لوح، قلم، بہشت، دوزخ، آسمان، زمین، فرشتے، جن، انسان، دریا، پہاڑ، درخت، پتھر، جو کچھ اللہ جل شانہٗ نے پیدا کیا، سب نورِ محمدی کا طفیل ہے۔ حدیثِ صحیح میں وارد ہوا ہے:

أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ---

''سب سے پہلے جو اللہ نے پیدا کیا وہ میرا نور ہے''---

منصبِ نبوت وخاتمیت آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے آپ کو مل چکا تھا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ، وَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ، وَ اِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِهٖ---[۱۴]

اس کے یہ معنی نہیں کہ میرا نبی ہونا آدم سے پہلے اللہ کو معلوم تھا۔ کون سے نبی کی نبوت اس وقت اللہ کو معلوم نہ تھی، بلکہ یہ معنی کہ میری نبوت سے اس وقت ارواح وملائکہ بھی خبردار تھے۔ روایت ہے کہ اوّل قلم کو حکم الٰہی ہوا کہ ساقِ عرش پر اور بہشت کے دروازوں اور بہشتی درختوں کے پتوں پر اور پردوں اور خیموں پر لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه لکھے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے، وہ سب پیچھے لکھے۔

جب حضرت آدم علیہ السلام نے عفوِ تقصیر کی درخواست آپ کے واسطے سے جنابِ الٰہی میں کی، تو ارشاد ہوا کہ تو نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیوں کر پہچانا؟ عرض کیا، پیدا ہوتے ہی جو میں نے اوّل نگاہ اٹھا کر دیکھا، تو یہ دیکھا کہ عرش اور ابوابِ بہشت پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه لکھا ہے۔ میں نے سمجھا کہ اس شخص سے بڑھ کر تیرا مقرب بندہ کوئی نہیں۔ ارشاد ہوا کہ یہ نبی تیری اولاد میں سے ہوگا، تجھے اور آسمان وزمین کو ہم نے اس کے طفیل سے پیدا کیا ہے۔

لکھا ہے کہ آپ کا نورِ جاں فزا اوّل آدم علیہ السلام کی پیشانی میں جلوہ ریز ہوا، اُسی کی برکت سے ان کو تمام مخلوقات کے نام معلوم ہوئے اور اسی کی بدولت وہ مسجودِ ملائک ٹھہرے۔ حضرت حوا علیہا السلام ہر بار لڑکا لڑکی ایک ساتھ جنتی تھیں، مگر حضرت شیث علیہ السلام جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جدِ بزرگوار ہیں، تنہا پیدا ہوئے، اس میں یہ بھید تھا کہ نورِ محمدی منقسم نہ ہونے پائے۔ حضرت شیث علیہ السلام سے لے کر عدنان تک حضرت کا نسب عالی مسلسل معلوم نہیں، صرف اس قدر

ثابت ہوا ہے کہ شیث اور ادریس اور نوح اور ابراہیم اور اسماعیل علیہم السلام آپ کے سلسلۂ اجداد میں تھے۔آپ نے جو سلسلۂ نسب شریف کا بیان فرمایا ہے وہ اس قدر ہے، محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرک بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔اس سے آگے فرمایا:

کَذَبَ النَّسَّابُوْنَ---

یعنی یہاں تک تو صحیح صحیح معلوم تھا، آگے جو نساب بیان کرتے ہیں ان کے قول پر کچھ اعتماد نہیں۔اس میں بھی کچھ بھید تھا کہ اللہ جل شانہٗ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نسب کا علم اس سے زیادہ نہ دیا اور نہ آپ نے درخواست کی:

میانِ عاشق و معشوق رمزے است
کراماً کاتبیں را ہم خبر نیست [۱۵]

کتبِ سابقہ اور ذکرِ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

القصہ وہ نورِ پاک آدم علیہ السلام سے لے کر عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ تک اصلابِ طاہرہ میں نقل کرتا چلا آیا۔اس عرصہ میں جو صاحبِ کتاب نبی خلق کی ہدایت کو بھیجا گیا، اس نے اپنی اُمت کو حضرت کے مبعوث ہونے کی خبر دی۔توریت و زبور و انجیل اور صحیفے آپ کی خبروں سے بھرے ہوئے ہیں۔یہاں ان میں سے چند خبریں نقل کی جاتی ہیں:

- توریت کی پہلی خبر حق تعالیٰ نے سینا پر تجلی کی اور ساعیر پر چمکا اور فاران پر ظاہر ہوا۔سینا کوہِ طور کا نام ہے، جہاں توریت نازل ہوئی اور موسیٰ علیہ السلام پر نورِ الٰہی جلوہ گر ہوا اور اللہ نے اُن سے بے واسطہ کلام کیا اور ساعیر ایک پہاڑ ہے، جہاں عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت ظاہر ہوئی اور انجیل اتری اور فاران جبالِ مکہ کا نام ہے۔ان میں سے ایک پہاڑ بعثت سے پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عبادت گاہ تھا اور اوّل جو جبریل علیہ السلام آپ کے پاس وحی لے کر آئے ہیں، اسی پہاڑ پر آئے ہیں۔
- دوسری خبر اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کو خبر دیتا ہے کہ تیرا رب بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے اُن کے لیے ایک نبی تجھ سا بھیجے گا، اُس کو میں اپنا کلام دوں گا۔سو! وہ میرے حکم کے موافق اُن کو تعلیم کرے گا اور جو اُس کا کہنا نہ مانے گا میں اس سے بدلہ لوں گا۔

1

بنی اسرائیل کے بھائی کون؟ بنی اسماعیل، بنی اسمٰعیل میں ہمارے نبی ﷺ کے سوا کوئی پیغمبر نہیں ہوا۔

- اور انجیل میں لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے کہا کہ میں اپنے باپ سے تمہارے لیے دوسرا فارقلیط مانگتا ہوں، جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گا اور جو روحِ حق ہے۔ اور میں کہے دیتا ہوں کہ بیٹا جانے والا ہے، اس کے بعد فارقلیط آ کر تم پر اسرارِ نہانی ظاہر کرے گا اور ہر ایک بات کو بدل ڈالے گا اور میری تصدیق کرے، جس طرح میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ اہلِ عالم میں یہ کسی کی مجال نہ ہوگی کہ اُس کو مار ڈالے، اگر تم میرا کہنا مانتے ہو اور مجھے دوست رکھتے ہو تو میری وصیت کو بھول نہ جانا۔
- فارقلیط کے دو معنی ہیں، حامد اور مخلص، حامد حضرت کے اسمائے مقدس سے بہت ملتا ہے، یعنی، احمد، محمد، حامد ایک ہی مصدر سے مشتق ہیں۔ رہا مخلص، سو اخلاص اور خلاص کرنا عالم کا ضلالت سے نبی کے سوا کسی کا کام نہیں۔ بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنحضرت کے سوا کون سا نبی آیا جس کا دین قیامت تک جاری رہے گا اور جو دشمنوں کے ہاتھ سے محفوظ رہا اور جس نے اگلی شریعتوں کے حکم منسوخ کیے اور عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کی۔
- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جارود نصرانی حضرت کی ملازمت سے مشرف ہوا اور اسلام لایا، تو اُس نے قسم کھا کر عرض کیا کہ یا نبی اللہ! میں نے تمہاری صفت انجیل میں پائی اور جو خبر کہ ابنِ بتول (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے انجیل میں دی ہے، وہ بے شک تمہاری ہی خبر ہے۔
- اور ہشام بن العاص اموی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے مجھ کو اور ایک شخص کو ہرقل قیصرِ روم کے پاس دعوتِ اسلام کے لیے بھیجا۔ اس کے بعد سارا قصہ نقل کر کے کہتے ہیں کہ ایک رات ہرقل نے ہم کو اپنے پاس بلوایا اور ایک بہت بڑا صندوق کھول کر ایک خانے میں سے حریر سیاہ کا ٹکڑا نکال کر بچھا دیا، اُس میں ایک شخص کی تصویر تھی۔ ہم سے پوچھا کہ پہچانتے ہو یہ کس کی تصویر ہے؟ ہم نے کہا، نہیں۔ کہا، یہ آدم علیہ السلام کی تصویر ہے، پھر اس طرح ایک اور تصویر نکال کر پوچھا، پھر آپ ہی بتایا کہ یہ نوح علیہ السلام کی تصویر ہے، پھر ایک اور تصویر نکالی، وہ بعینہٖ حضرت ﷺ کی صورت میں ملتی تھی۔ کہا، پہچانتے ہو، ایسی کس کی صورت ہے؟ ہم نے کہا، ہو نہ ہو یہ تو ہمارے نبی کی تصویر ہے۔

یہ کہتے ہی ہمارا دل بھر آیا اور رونے لگے۔ ہرقل اُٹھا اور پھر معاً بیٹھ گیا اور کہنے لگا، سچ کہو، یہی ہے تمہارے نبی کی تصویر؟ ہم نے کہا، مقرر یہی ہے۔ جیسا تو نے اس کو دیکھا، ویسا ہمارے نبی کو دیکھا۔ اُس نے تصویر کو بہت غور سے دیکھ کر کہا کہ واللہ! یہ زمانہ آخری نبوت کا ہے۔ پھر کہا، اس صندوق میں اور تصویریں ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ اور سلیمان علیہم السلام وغیرہم کی ہیں۔ آدم علیہ السلام نے جنابِ الٰہی میں عرض کیا تھا کہ جو میری اولاد میں نبی ہونے والے ہیں، اُن کو ایک بار دیکھنا چاہتا ہوں۔ سو! اللہ جل شانہٗ نے اُس کے پاس یہ تصویریں بھیج دیں۔ اس وقت سے خزانۂ آدم میں جہاں سورج چھپتا ہے محفوظ تھیں، ذوالقرنین نے وہاں سے نکال کر دانیال کے سپرد کیں۔

- اور زبور میں حق تعالیٰ پیغمبر آخر الزماں کو خطاب کر کے فرماتا ہے، تیرے دونوں ہونٹوں سے نعمت پھیلی، اس لیے اللہ نے تجھے بابرکت کیا۔ تلوار حمائل کراے بزرگ اپنی گردن میں، تیری شریعت اور تیرے حکم تیرے داہنے ہاتھ کی ہیبت سے جدا نہ ہوں گے، تیرے تیر تیز ہیں، سارا جہاں تیرا تابع دار رہے گا اور زبور ہی میں آنحضرت کی نسبت ایک اور جگہ یوں وارد ہوا ہے کہ وہ مالک ہوگا اور بخشش کرے گا اِس دریا سے اُس دریا تک اور تمام روئے زمین میں سب جزیروں کے لوگ اس کے آگے سر جھکا دیں گے اور اس کے دشمن خاک چاٹیں گے اور بادشاہ اس کی آستانہ بوسی کریں گے اور اس کے آگے سر نہڑاویں گے اور فروتنی کریں گے۔ اس کی امت کمال اطاعت اور فرماں برداری سے زیردستوں اور مظلوموں کو زبردستوں اور ظالموں کے پنجہ سے چھڑا دے گی۔ وہ عاجزوں اور مسکینوں پر مہربانی کرے گا اور اس پر ہر وقت درود بھیجے جائیں گے اور اس کا ذکر ہمیشہ رہے گا:

یَا رَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَداً عَلٰی نَبِیِّكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

الغرض! جب نورِ نبوی عبد المطلب تک پہنچا، ایک دن حجر میں جو کعبہ میں ایک مقام کا نام ہے، پڑے سوتے تھے، یکا یک چونک اٹھے، اپنے کو نہایت آراستہ پایا، حیران ہوئے، اُن کے باپ کاہنوں کے پاس لے گئے اور ماجرا بیان کیا۔ انھوں نے کہا، اللہ تعالیٰ کو منظور ہے کہ اس لڑکے کا بیاہ ہو جائے۔ باپ نے یہ سن کر شادی کر دی۔ اس بی بی سے حارث پیدا ہوئے، چندروز کے بعد حارث کی ماں جن کا نام قبلہ تھا، مر گئیں۔ ان کے بعد

2

ہند بنت عمر کے ساتھ نکاح کیا۔

ابرہہ کا لشکر اور نورِ مصطفیٰ ﷺ کی تجلّی

جب ابرہہ بن صباح بیت اللہ کے منہدم کرنے کو فیلِ سفید لے کر آیا اور عبد المطلب کو خبر ہوئی، قریش جمع ہوئے، انھوں نے سب سے کہا کہ تم لوگ کیوں ڈرتے ہو؟ گھر کا مالک اپنے گھر کا نگہبان ہے۔ یہ نہ سمجھنا کہ ہم اس گھر کی نگہبانی کرتے ہیں، نہیں ہم خود اس گھر کی پناہ میں ہیں۔ ناگاہ ابرہہ آیا اور قریش کے اونٹ اور بکریاں ہانک کر لے گیا۔ عبد المطلب کے یہاں اس وقت چار سو اونٹنی تھی، انھوں نے جو یہ حال دیکھا، قریش کو ساتھ لے کر جبل ثبیر پر پہنچے، سو! وہی نورِ پاک جوان کی پیشانی میں تھا، پہلی رات کے چاند کی صورت بن گیا اور اس کی شعاع سے بیت الحرام میں چراغ کی سی روشنی ہوئی۔ عبد المطلب نے جو اس نورِ پاک کا یہ رنگ دیکھا، کہا، آؤ پھر چلیں، ہماری مشکل آسان ہوئی۔ قریش اُلٹے پھر گئے اور سب نے اپنی اپنی راہ لی۔ ابرہہ نے ایک شخص کو بھیجا کہ وہ لشکر کو شکست دے، جب وہ مکہ میں پہنچا اور اس کی نگاہ عبد المطلب پر پڑی، بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش میں آیا تو عبد المطلب کو سجدہ کیا اور کہا کہ مقرر تو سردارِ قریش ہے۔ لکھا ہے کہ جب عبد المطلب ابرہہ کے روبرو گئے تو اس نے وہی فیلِ سفید اپنے سامنے منگوایا، جونہی اس کی نگاہ عبد المطلب کے رُخِ روشن پر پڑی، سجدہ کو زمین پر گرا اور بولا کہ سلام ہے اس نور پر جو تیری پشت میں ودیعت ہے۔ ہر چند مار مار کر اُٹھایا، لیکن وہ کب اٹھتا تھا۔ آخر وہ یمن کو پھر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ابابیل بھیجی، ہر ایک کی چونچ میں ایک ایک اور پاؤں میں دو دو کنکریاں مسور کے دانے برابر، جس پر وہ کنکری پڑتی ہے فوراً زمین پر گر پڑتا ہے۔ ابرہہ کی انگلیاں خود بخود کٹ کر گر پڑیں اور پیپ اور لہو جاری ہو گیا اور اس کا دل پھٹ گیا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ اللّٰہ۔

نورِ مصطفیٰ ﷺ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں

جب اللہ جل شانہٗ نے عبد المطلب کو اس بلا سے نجات دی، ایک روز پھر اسی حجر میں سوتے تھے، وہاں ایک خواب عجیب دیکھا، چونک اٹھے، کاہنوں کے آگے جا کر بیان کیا۔ انھوں نے کہا، اگر یہ خواب سچا ہے تو تیری اولاد میں ایک ایسا شخص پیدا ہونا چاہیے جس پر سب اہلِ آسمان و زمین ایمان لائیں اور زمانہ میں اس کی دھوم ہو جائے۔ عبد المطلب نے فاطمہ سے نکاح کیا، اُن سے عبد اللہ پیدا ہوئے۔ جوں جوں وہ بڑھتے تھے، اُن کے

حسن و جمال کا شہرہ روز افزوں ہوتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ قریش کی عورتیں اُن کے دھیان میں سرِ راہ کھڑی رہتیں اور جب وہ رستے سے گزرتے تو ہر کوئی اپنی طرف بلاتی۔ لیکن چونکہ اللہ کو بچانا منظور تھا، وہ کسی کی طرف التفات نہ کرتے۔ اہلِ کتاب نے جو علامتوں سے پایا تھا کہ پیغمبر آخر الزماں اسی شخص کے صلب سے پیدا ہوگا، اس لیے اُن کو بُری نگاہ سے دیکھتے، بلکہ ہمیشہ تاک میں لگے رہتے کہ کہیں قابو پا کر مار ڈالیے۔ ایک دن وہ صحرا کی طرف شکار کو چلے گئے، دیکھا کہ شام کی طرف سے ایک انبوہِ کثیر ننگی تلواریں علم کیے چلا آتا ہے۔ آنحضرت کے نانا وہب بن مناف بھی اس وقت وہاں موجود تھے، انھوں نے دیکھا کہ بہت سے سوار نئی وضع، نئی صورت کے غیب سے نمودار ہوئے اور اس جماعت کو ان سے دفع کیا۔ انھوں نے جو یہ ماجرا دیکھا، گھر میں آکر اپنی بی بی سے کہا کہ آمنہ کو عبداللہ بن عبدالمطلب سے بیاہ دوں، پھر لوگوں کو بیچ میں ڈال کر یہ پیغام عبدالمطلب تک پہنچایا۔ وہ تو خدا سے چاہتے تھے کہ جو لڑکی حسب، نسب، عفت، پارسائی میں ساری قوم کی لڑکیوں سے ممتاز ہو، وہاں بیٹے کی شادی کیجیے۔ آمنہ میں جو یہ صفتیں پائیں، عبداللہ کو ان سے بیاہ دیا۔ بعد نکاح کے بعض عورتوں نے چاہا کہ عبداللہ کو دام میں لائیں، وہ کسی کے فریب میں نہ آئے۔ جب بی بی سے خلوت کا اتفاق ہوا اور نورِ محمدی ان کے رحم میں منتقل ہو گیا، پھر انھیں میں سے ایک عورت نے جوان کو دیکھا تو وہ چمک دمک ان کی پیشانی میں نہ پائی۔ پوچھا، کیا کسی عورت سے ہم بستر ہوا؟ انھوں نے کہا، ہاں! اپنی بی بی آمنہ بنت وہب بن مناف سے۔ بولی، وہ دل اور وہ طبیعت اب کہاں، میں نے ایک نور تیری پیشانی میں دیکھا تھا، سو! چاہتی تھی کہ کاش وہ نور میرے حصے میں آئے، لیکن وہ آمنہ کے نصیب کا تھا:

تھی وہ اک شخص کے تصور سے　　اب وہ رعنائیٔ خیال کہاں

صحیح روایت یہ ہے کہ استقرار نطفۂ زکیہ مصطفویہ کا رحم مادر میں شبِ جمعہ کو واقع ہوا۔

امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ جمعہ کی رات لیلۃ القدر سے افضل ہے، کیونکہ جو برکتیں اور سعادتیں اہلِ عالم کو آپ کی بدولت اس رات ملیں، وہ کبھی کسی کو ملی ہیں نہ ملیں گی۔ اس رات کی صبح کو تمام روئے زمین کے بت سرنگوں ہو کر گر پڑے، کوئی گھر اور مکان ایسا نہ تھا جو روشن نہ ہوا، کوئی جانور ایسا نہ تھا جو گویا نہ ہوا۔ مشرق کے وحشیوں نے مغرب کے وحشیوں کو بشارت دی۔ قریش قحط میں مبتلا تھے، درخت خشک ہو گئے تھے، دواب میں پوست اور

3

استخواں کے سوا کچھ باقی نہ رہا تھا، اللہ جل شانہٗ نے بارانِ رحمت برسایا، آدمی، جانور، درخت تروتازہ ہوئے۔ لوگوں نے اس سال کا نام سنۃ الفتح و الابتھاج رکھا:

طلوعِ روشنی جیسے نشاں ہو شہ کی آمد کا
ظہورِ حق کی حجت ہے جہاں میں نور احمد کا

لکھا ہے کہ آپ رحم مادر میں پورے نو مہینے، ایک دن زیادہ نہ ایک دن کم، رونق افروز رہے۔ ولادت باسعادت سے پہلے حضرت کے والدِ بزرگوار سفر سے پھر کر اپنے گھر آتے تھے، راہ میں سفرِ آخرت پیش آیا۔ عبدالمطلب یہ واقعہ سن کر نہایت غمگین ہوئے اور کیوں نہ ہوتے، بیٹا اور کیسا بیٹا، حسن و جمال میں شہرۂ آفاق، عفت و پارسائی میں ضرب المثل، باپ کا سرمایۂ زندگانی، ہاشم و عبد مناف کی نشانی۔ القصہ! حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، نو مہینے مجھ کو نہیں معلوم ہوا کہ میں حاملہ ہوں، ثقل اور گرانی کا کہیں نام نہ تھا، انقطاعِ عادتِ معہودہ کے سوا کوئی علامت حمل کی نہ پائی جاتی تھی۔ ایک دن میں کچھ جاگتی، کچھ سوتی تھی، دیکھتی کیا ہوں کہ کوئی کہتا ہے کہ تو حاملہ ہے۔ میں نے کہا، مجھ کو تو خبر نہیں۔ کہا، تیرے پیٹ میں بہترین خلائق ہے۔ تب میں نے جانا کہ مجھ کو حمل ہے۔ تمام مدتِ حمل میں ہر مہینے زمین و آسمان سے مجھ کو یہ آواز آتی تھی، مژدہ ہو تم کو کہ عنقریب ابوالقاسم پیدا ہوا چاہتا ہے۔ ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نور مجھ سے جدا ہوا، اس سے تمام عالم روشن ہو گیا، یہاں تک کہ بُصریٰ کے کوشک میں نے اچھی طرح دیکھے۔

اللہ اکبر! جس جنینِ سعادت قرین کا یہ دبدبہ اور یہ شان و شوکت ہے، اس کی ولادت دیکھیے کس دھوم دھام سے ہوتی ہے:

نکہتِ پیرہنت چشم جہاں بینا کرد
گر تو بے پردہ درآئی، چہ تماشہ ست کہ نیست [۱۶]

بارہ ربیع الاوّل --- ارہاصات و عجائبات

صحیح روایت یہ ہے کہ حضرت کی ولادت عام فیل میں چالیس یا پچپن دن کے بعد ربیع الاوّل کی بارھویں تاریخ دوشنبہ کے دن صبح صادق کے وقت واقع ہوئی۔ دوشنبہ وہ دن ہے کہ اوّل وحی جو حضرت پر اتری اسی دن اُتری، ہجرت اسی دن ہوئی، مکہ اسی دن فتح ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات اسی دن پائی۔ ایک بہت بڑے نجومی نے آپ کے پیدا ہونے کی

ساعت کو نجوم کی رو سے اسعد ساعات لکھا ہے۔ ہم کہتے ہیں نجوم سے استخراج کرنا کیا ضروری تھا، ہر کوئی جانتا ہے کہ جس کے وجودِ مسعود سے زمان و مکان کو شرف حاصل ہوا، اس کے وقتِ ولادت سے بڑھ کر نیک پل، نیک گھڑی، نیک ساعت کون سی ہوگی؟

لکھا ہے کہ آپ کی ولادت محرم یا رجب یا رمضان میں جمعہ کے دن کیوں نہ واقع ہوئی، حالانکہ یہ مہینے بارہ مہینوں میں سے اور جمعہ کا دن ایامِ ہفتہ میں مبارک اور محترم ہے، یہ اس لیے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ ان اوقات سے آپ کی کچھ قدر بڑھ گئی۔ سچ کہا ہے کہنے والے نے:

تَتَبَاهٰى بِكَ الْعُصُوْرُ وَتَسْمُوْ
بِكَ عَلْيَاءٌ بَعْدَهَا عَلْيَاءُ [۱۷]

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا عَلٰى نَبِيِّكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

عثمان بن العاص رضی اللہ عنہ کی ماں اُن سے کہتی ہیں کہ جب حضرت پیدا ہوئے، میں موجود تھی، سارے گھر میں اُجالا ہو گیا تھا اور ستارے زمین سے اس قدر نزدیک آ گئے تھے، گویا مجھ پر گر پڑیں گے۔ اور شفا، جو عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی ماں ہیں، کہتی ہیں کہ حضرت کو ماں کے پیٹ سے نکلتے ہی جس نے اوّل اپنے ہاتھ پر لیا، وہ میں ہوں۔ اس وقت آپ نے کچھ آواز کی تھی، معاً میں نے سنا کہ کوئی يَرْحَمُكَ اللّٰه کہتا ہے اور اس وقت مشرق سے مغرب تک یہ روشنی ہوئی کہ میں نے شام کے بعض محل اپنی آنکھ سے دیکھے اور خوف سے کانپنے لگی، اتنے میں ایک نور داہنی طرف سے نمودار ہوا اور کسی نے یوں کہا کہ اس کو کہاں لے گیا؟ پھر کسی نے جواب دیا میں اس کو مغرب کی طرف بڑی بڑی برکت کی جگہ لے گیا۔ پھر بائیں طرف سے ایک نور پیدا ہوا اور کسی نے کہا کہ اس کو کہاں لے گیا؟ دوسرے نے جواب دیا، مشرق کی طرف بڑی بڑی متبرک جگہ لے گیا اور ابراہیم خلیل علیہ السلام کے روبرو لے گیا، انھوں نے اپنے سینے پر رکھا اور اس کے حق میں طہارت اور برکت کی دُعا کی۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

"جب چھ مہینے حمل کے گزر چکے، تو ایک دن خواب میں دیکھتی کیا ہوں کہ کوئی مجھ سے یوں کہتا ہے تیرے پیٹ میں بہترین خلائق ہے، جب تو جنے، تو اس مولودِ مسعود کا نام "محمد" رکھیو"---

سو بعد ولادت کے یہی نام قرار پایا اور فرماتی ہیں کہ میرے دردِ زِہ اُٹھا تو میں گھر میں

4

اکیلی تھی اور عبد المطلب طوافِ کعبہ میں مصروف تھے، میں نے ایک آواز ہولناک سنی، خوف معلوم ہوا، ناگاہ ایک سفید جانور آیا اور اپنے بازو سے میرے دل کو سہلانے لگا، گویا وہ خوف وبیم اور وہ درد زِہ کی تکلیف بالکل نہ تھی۔ پھر میں نے اپنے پاس شربت سفید رکھا پایا، اس کے پینے سے اور بھی تسکین ہوئی، پھر ایک نورِ ساطع بہت بلند نظر پڑا، دیکھا کہ چند عورتیں سروقامت گویا عبدمناف کی بیٹیاں ہیں۔ تعجب ہوا کہ یہ کہاں سے آئیں۔ ان میں سے ایک بولی کہ میں آسیہ فرعون کی بی بی ہوں، دوسری نے کہا کہ میں مریم بنت عمران ہوں اور یہ اور عورتیں جو دیکھتی ہو، حوریں ہیں اور بھی تعجب ہوا اور دم بدم آواز ہولناک آتی تھی، اتنے میں دیکھا کہ ایک چادر دیبائے سفید کی آسمان سے زمین تک کھینچی ہوئی ہے اور لوگ یہاں سے وہاں تک چاندی کی چھاگلیں ہاتھوں میں لیے کھڑے ہیں۔ پھر جانوروں کی ایک ٹکڑی آئی، جن کی منقار زمرد اور بازو یاقوت کے تھے، ان کی منقاروں میں میرا حجرا چھپ گیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں کے سامنے سے پردہ اُٹھالیا تھا، مشرق سے مغرب تک جو کچھ تھا، مجھ کو سب دکھائی دیتا تھا اور تین نشان دیکھے، ایک مشرق میں، ایک مغرب میں، ایک بامِ کعبہ پر اور دونوں انگلیاں شہادت کی اُٹھائے ہوئے تھے، جیسے کوئی کمال تضرع اور عاجزی کرتا ہے۔ پھر میں نے ایک ابر سفید دیکھا، اُس نے آپ کو میری نظر سے غائب کر دیا اور آواز آئی کہ اس مولودِ مسعود کو مشرق سے مغرب تک لے جاؤ اور تمام جن وانسان اور ملائکہ اور وحش وطیر کو دکھادو کہ اس کے نام اور صورت اور نعت سے واقف ہو جائیں اور دو اس کو آدم کا خلق اور شیث کی سی معرفت اور نوح کی سی شجاعت اور ابراہیم کی سی خلت اور اسمٰعیل کی سی زبان اور اسحٰق کی سی رضا اور صالح کی سی فصاحت اور لوط کی سی حکمت اور یعقوب کا سا بشریٰ اور موسیٰ کی سی شدت اور ایوب کا سا صبر اور یونس کی سی اطاعت اور یوشع کا سا جہاد اور داؤد کی سی آواز اور دانیال کی سی محبت اور الیاس کا سا وقار اور یحییٰ کی سی عصمت اور عیسیٰ کا سا زہد۔

جس نے کہا، خوب کہا ہے:

خطِ سبز ولبِ لعل ورخِ زیبا داری حسنِ یوسف، دمِ عیسیٰ، یدِ بیضا داری
شیوهٔ وشکل وشمائل، حرکات وسکنات آنچه خوباں همه دارند تو تنہا داری [۱۸]

پھر وہ ابر کھل گیا، محمد کو کسی نے پارۂ حریرِ سبز میں ایسا سخت لپیٹا تھا کہ اس سے چشمۂ آب کی طرح پانی ٹپکتا تھا، پھر یہ آواز آئی کہ اللہ اللہ! محمد تمام دنیا کا نبی ہوا۔ جہاں میں کوئی ایسا

باقی نہ رہے گا جو اس کا مطیع وفرماں بردار نہ ہوگا۔ پھر جو میں آنکھ کو اُٹھا کر دیکھتی ہوں تو محمد گویا چودھویں رات کا چاند ہے اور اس کے بدن سے مشک اذفر کی خوشبو آتی ہے۔

عبدالمطلب کہتے ہیں:

''میں شبِ ولادت کعبہ کے متصل تھا، جب آدھی رات آئی تو کعبہ مقام ابراہیم کی طرف جھکا اور سجدہ میں گیا اور اس سے یہ صدا آئی:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ رَبَّ مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰى اَلْآنَ قَدْ طَهَّرَنِيْ رَبِّيْ مِنْ أَنْجَاسِ الْأَصْنَامِ وَ اَرْجَاسِ الْمُشْرِكِيْن---[۱۹]

پھر غیب سے آواز آئی کہ جس خدا نے کعبہ کو ممتاز کیا اس کی قسم ہے، آگاہ رہو کہ حق تعالیٰ نے کعبہ کو اس کا قبلہ اور مسکن ٹھہرایا اور بت جو خانہ کعبہ کے گرد تھے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اور ہبل جو بڑا بت تھا سرنگوں ہو کر گر پڑا، پھر آواز آئی کہ آج کی رات محمد پیدا ہوا اور اس پر ابرِ رحمت نازل ہوا''---

روایت ہے کہ حضرت مختون اور ناف بریدہ پیدا ہوئے، اسی لیے آپ نے فرمایا ہے کہ کسی نے میری شرم گاہ نہیں دیکھی، یعنی مختون پیدا ہونے میں یہ حکمت تھی۔ لکھا ہے کہ شبِ ولادت ایوانِ کسریٰ کو جنبشِ عظیم ہوئی اور اس کے چودہ کنگورے گر پڑے اور ساوہ کی ندی خشک ہو گئی اور رَودخانہ کہ ہزار برس سے بند تھا، جاری ہو گیا اور پارسیوں کا آتش کدہ، جو ہزار برس سے گرم تھا، بجھ گیا اور کسریٰ کے یہاں ایک بڑے موبد[۲۰] نے خواب دیکھا کہ سرکش اونٹ عربی گھوڑوں کو کھینچتے ہیں، یہاں تک کہ دجلہ سے گزر گئے اور ملک میں پھیل پڑے۔

موبدوں نے تعبیر دی کہ عرب میں ایک حادثہ ہونے والا ہے، جس سے بادشاہ عجم منہزم ومغلوب ہوگا۔ کسریٰ نے اس حال کی تحقیق کے لیے سطیح کاہن کے پاس لوگوں کو بھیجا، یہ شخص کہانت میں اپنا نظیر نہ رکھتا تھا۔ انھوں نے کسریٰ کا سلام پہنچایا، اس وقت سطیح سکراتِ موت میں تھا، کچھ جواب نہ دیا۔ انھوں نے اپنا مطلب چند بیتوں میں ادا کیا، تب سطیح نے جواب دیا کہ جب قرآن کی تلاوت ہونے لگے اور صاحبِ عصا ظاہر ہو اور رَودخانہ تمہارا جاری ہو جائے اور ساوہ کی ندی خشک ہو جائے اور فارس کا آتش کدہ سرد ہو، اس وقت سطیح دنیا میں نہ ہوگا، یہ کہا اور مر گیا۔ اس کے سوا اور عجائب وغرائب جو شبِ میلاد ظاہر ہوئے، بے حساب و بے شمار ہیں:

5

صبحِ محشر شد افسانۂ زلفش باقی ست

شبِ دریں قصہ بسر رفت و سخن ہا ماندست [۲۱]

یَا رَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا عَلٰی نَبِیِّكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

تعلیقات و تراجم

۱...... اے محمد مصطفیٰ! میں آپ سے خدا کا خواہاں ہوں، اے خدا! میں تجھ سے مصطفیٰ ﷺ کی محبت کا طلب گار ہوں۔

۲...... میں گھر سے جو چیز بھی پیش کروں وہ میری نہیں، دراصل اس گھر کی ہر چیز آپ ہی کی دی ہوئی ہے، سب کچھ آپ ہی کا دیا ہوا ہے، سو میری چیز آپ کی چیز ہے۔

۳...... میرے رسول، میرے سردار، میرے بھروسے کے قابل، میری اُمید، میری جائے پناہ، میرے رہنما، میرے دستگیر اور میرے امام۔

۴...... قضا (حکم الٰہی) کا تیر ہر حال میں خدا کے ترکش میں ہے، لیکن محمد ﷺ کے کمان سے ہی اس تیر (تیرِ قضا) کا نکلنا ہے۔

۵...... عرش والا (اللہ) محمود ہے اور یہ محمد ہیں۔

۶...... اے میرے پروردگار! تو ہمیشہ ہمیشہ صلوٰۃ و سلام نازل فرما اپنے نبی ﷺ پر، جو تمام مخلوقات میں سب سے بہتر ہیں۔

۷...... انھوں نے اپنے تشہد کے علاوہ کبھی لَا (نہیں) نہ فرمایا، اگر تشہد نہ ہوتا تو ان کا لا، نعم (ہاں) ہوتا۔

۸...... اے ملتِ اسلام! ہمارے لیے خوش خبری ہے کہ (اللہ کی) عنایت سے ایک ایسا (مضبوط) ستون ملا ہے، جو گرنے اور منہدم ہونے والا نہیں ہے۔

۹...... آپ کے فضل و کمال کی کتاب (اتنی ضخیم و عظیم ہے کہ اس) کے لیے سمندر کا پانی بھی کافی نہیں ہے کہ انگلی کا سرا تر کروں اور اصل کتاب کے صفحے شمار کر سکوں۔

۱۰...... خدا کے علاوہ کسی نے آپ کی قدر اس وجہ سے نہیں پہچانی کہ کسی نے آپ کی طرح خدا کو بھی نہیں پہنچانا۔

۱۱...... عرفی اس راستے میں تیزی سے نہ دوڑ، یہ کوئی صحرا نہیں ہے، یہ منزل نعت ہے، آہستہ چلو کہ قدم کا راستہ تیغ کی دھار پہ ہے۔

۱۲...... محشر کے دن جب ہر شیخ اور برہمن سے سوال کیا جائے گا، جب مجھ سے سوال کیا جائے گا تو ہم آپ کے عشق کا قصہ شروع کر دیں گے۔

۱۳...... یہ دروازۂ فیض ہے، فیض کے دروازے کے کھلنے سے نا امید ہو کر مت بیٹھو، یہاں دانہ کی طرح ہر قفل سے جگہ کی کنجی اُگتی ہے۔

۱۴...... بلا شبہ میں اللہ کا بندہ اور نبیوں کا خاتم (آخری) ہوں، جب کہ آدم علیہ السلام اپنی مٹی ہی میں تھے۔

۱۵...... عاشق اور معشوق کے درمیان کچھ راز ہے، جس کی خبر ان شریف فرشتوں کو بھی نہیں ہے جو اعمال نامہ کے لکھنے پر متعین ہیں۔

۱۶...... ترے لباس کی خوشبو نے ایک دنیا کی آنکھ روشن کی ہے، اگر تو بے لباس ظاہر ہو جائے تو کون سا تماشا رونما نہ ہو، جسے تماشا نہ کہا جائے۔

۱۷...... تم پر زمانے فخر کرتے ہیں اور آپ کے طفیل بلندیوں کو بھی مسلسل بلندیاں ملتی ہیں۔

۱۸...... خط سبز اور لعل کے جیسا لب اور خوبصورت چہرہ تم رکھتے ہو، تم یوسف علیہ السلام کا حسن، عیسیٰ علیہ السلام کی پھونک اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چمکتا ہوا ہاتھ رکھتے ہو۔

تمہارا طور طریقہ، تمہاری شکل، تمہاری فصلیں، تمہاری چال، تمہاری نشست ساری چیزیں ایسی ہیں جو من جملہ حسینانِ جہاں کو حاصل ہے، وہی تمہیں تنہا حاصل ہے۔ (جو بھی کچھ تمام حسین رکھتے ہیں، تو اکیلا رکھتا ہے)۔

۱۹...... اللہ سب سے بڑا ہے جو محمد مصطفیٰ کا پروردگار ہے، اب میرے رب نے مجھے بتوں کی نجاست اور مشرکین کی ناپاکیوں سے پاک کر دیا ہے۔

۲۰...... موبد زرتشتیت میں اعلیٰ مقام کا ایک عہدے دار ہوا کرتا تھا، جو مذہبی فرائض کی ادائیگی کے لیے آتش کدہ میں موجود رہتا تھا۔ وہ عموماً زرتشتیت کے دوسرے پجاریوں کو تعلیم دیتا تھا تاکہ وہ عوام تک اپنے مقام کو بہتر بنا سکیں۔ زرتشتیت کی مشہور رسم یسنـــہ بھی موبد ہی سرانجام دیتا تھا۔

۲۱...... قیامت کی صبح آئی، چلی گئی، لیکن اس کی زلف کے قصے اب بھی باقی ہیں۔ ایسے قصے جس میں رات بیت گئی، لیکن باتیں رہ گئیں۔

[باقی آئندہ]

۞۞۞۞۞

6

اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

کس نے ذرّوں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِّ یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا
آدمیت کا غرض ساماں مہیا کر دیا
اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا
شوکتِ مغرور کا کس شخص نے توڑا طلسم
منہدم کس نے الٰہی! قصرِ کسریٰ کر دیا
سات پردوں میں چھپا بیٹھا تھا حسنِ کائنات
اب کسی نے اس کو عالم آشکارا کر دیا
زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں اس کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا
کہہ دیا لَا تَقْنَطُوْا اختر کسی نے کان میں
اور دل کو سر بسر محوِ تمنا کر دیا

ہری چند اختر

تقریبات

سالانہ کانفرنس انجمن حزب الرحمٰن

عرس سراپا قدس عارفۂ وقت محترمہ اماں جی رحمۃ اللہ علیہا

رپورٹ: صاحبزادہ مولانا محمد فیض المصطفیٰ نوری

دارالعلوم حنفیہ فریدیہ کے فضلائے کرام اور مستفیضین کی تنظیم ''انجمن حزب الرحمٰن'' کی سالانہ کانفرنس ۲۱ رمحرم الحرام ۱۴۴۶ھ/ ۲۸ رجولائی ۲۰۲۴ء، بروز اتوار، صبح 9 بجے، دارالعلوم حنفیہ فریدیہ کی جامع مسجد نور کے وسیع ہال میں شروع ہوئی۔

کانفرنس کی صدارت شہزادۂ فقیہ اعظم حضرت علامہ صاحبزادہ محمد محبّ اللہ نوری قادری دامت فیوضاتہم العالیہ نے فرمائی، اجلاس میں سیکڑوں علماء کرام نے شمولیت کی۔

دورانِ سال فضلاء دارالعلوم اور اہلِ سنت کے علماء و مشائخ میں سے وفات پا جانے والی شخصیات کے لیے ایصالِ ثواب و دعائے مغفرت، نیز علمائے کرام، مشائخِ عظام اور فضلائے دارالعلوم میں سے جو بیمار ہیں، ان کی صحت وتن درستی کی دعا کی گئی۔

بعد ازیں ادارتی بورڈ کے رکن علامہ محمد امین صابر القادری نے ایجنڈا پیش کیا، ایجنڈا کی دوسری شق غزہ کے مسلمانوں کے خلاف اسرائیلی جارحیت، خصوصاً حماس کے سربراہ اسماعیل ہانیہ کی شہادت کے حوالے سے علامہ محمد اویس طاہر نوری، علامہ محمد امین صابر القادری،

علامہ محمد اصغر نوری، علامہ شیر محمد نقشبندی، علامہ حافظ عبد الرشید نوری، مولانا محمد عثمان نوری جامی اور بعض دیگر مندوبین نے ان ظالمانہ کارروائیوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے امتِ مسلمہ کے سربراہوں کو مشترکہ حکمت عملی اپناتے ہوئے مجاہدانہ کردار ادا کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ حکومتِ پاکستان کو چاہیے کہ وہ فلسطینی بھائیوں کے ساتھ ان کی توقعات کے مطابق سیاسی، اخلاقی اور عملی معاونت کریں، نیز اسرائیلی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے۔

کانفرنس کے ایجنڈا کی تیسری اہم شق مبارک ثانی کیس میں عدالتی فیصلے کے حوالے سے تھی، علماء کرام نے اس فیصلے پر اپنے تحفظات کا اظہار کیا اور اسے آئینِ پاکستان کی روح کے منافی قرار دیتے ہوئے مسترد کیا۔ انہوں نے کہا کہ ختم نبوت کا تعلق مسلمانوں کے بنیادی عقیدہ سے ہے، حالیہ فیصلے میں منکرینِ ختم نبوت کے لیے قرآن کریم کی توہین اور دینی شعائر کی بے حرمتی کی راہ نکالی گئی ہے۔ علماء نے اس بات پر زور دیا کہ عدالت از خود اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرے یا قومی اسمبلی دینی غیرت اور حبِ رسول کا ثبوت دیتے ہوئے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیے جانے کے قوانین کو برقرار رکھتے ہوئے حالیہ فیصلے کو کالعدم قرار دے۔

ایجنڈا کو آگے بڑھاتے ہوئے علامہ پروفیسر خلیل احمد نوری، سینئر رکن ادارہ نور الحبیب نے انجمن حزب الرحمٰن کے سالانہ آمدن وخرچ کی رپورٹ پیش کی اور بتایا کہ اس بار اگر چہ خسارہ نہیں ہوا، مگر بڑھتی ہوئی مہنگائی کے پیشِ نظر موجودہ چندہ ناکافی ہے۔ چنانچہ علامہ شیر محمد نقشبندی، مولانا محمد عثمان نوری جامی، مولانا محمد اویس طاہر نوری، مولانا حافظ مزمل حسین نوری، مولانا محمد شعیب نوری اور دیگر علماء کرام نے چندہ میں اضافہ کو ناگزیر قرار دیا اور تجویز پیش کی کہ فضلائے کرام کے لیے خصوصی سالانہ چندہ چار ہزار کی بجائے پانچ ہزار مقرر کر دیا جائے، جب کہ عمومی سالانہ چندہ دوصد روپے اضافہ کے ساتھ ایک ہزار روپے مقرر کیا جائے اور تمام رسائل بذریعہ رجسٹری ڈاک بھجوائے جائیں۔ تمام ہاؤس نے اس سے اتفاق کرتے ہوئے مولانا الحاج محمد یوسف نوری بھڈالوی، مولانا حافظ طارق محمود سعیدی، مولانا حافظ رجب علی نوری اور مولانا غلام مرتضٰی نوری کو چندہ پیش کیا۔ اس موقع پر علامہ شیر محمد نقشبندی، مولانا محمد جاوید دل میر نوری، علامہ عبد الرحیم نوری وغیرہ علماء کرام نے سالانہ چندہ کے علاوہ نور الحبیب کی اشاعت کے لیے حسبِ توفیق ماہانہ عطیات پیش کرنے کا اعلان کیا۔

اس کے بعد پروفیسر خلیل احمد نوری نے قرطاس وقلم کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے فضلاء کرام کو مضمون نگاری کی ترغیب دی۔ اس اثناء میں انھوں نے علامہ تابش قصوری اور

علامہ احمد علی قصوری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر بھی کیا، پھر تمام حاضرین کو ''نور الحبیب'' کی پالیسی اور مضامین ومقالات پر اظہارِ خیال کی دعوت دی کہ وہ اپنی پسند ونا پسند، نیز بہترین آراء وتجاویز اور اپنے مفید مشوروں سے نوازیں، تاکہ ''نور الحبیب'' کا سفر مزید بہتری کی طرف جاری رہے۔

اس موقع پر درج بالا حضرات کے علاوہ علامہ محمد شریف قادری اور مناظر اسلام علامہ غلام مصطفیٰ نوری نے مفصل اظہار خیال کیا۔ انہوں نے نور الحبیب کے معیار کو بلند پایہ قرار دیا اور حضرت سیدی فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض وبرکات کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کے جانشین حضرت صاحبزادہ پیر مفتی محمد محبّ اللہ نوری زیدمجدہ کی خدمات کو بھرپور خراج تحسین پیش کیا۔

مولانا محمد اویس طاہر نوری نے نور الحبیب کی توسیعِ اشاعت کے لیے زیادہ سے زیادہ خریدار بنانے کی ترغیب دی تو علامہ غلام مصطفیٰ نوری اور بعض دیگر حضرات نے اس سلسلے میں اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔

ماہنامہ نور الحبیب سے متعلقہ امور پر بحث کے بعد پروفیسر خلیل احمد نوری نے مناظر اسلام حضرت مولانا ابو الشاہد غلام مصطفیٰ نوری کی مناظرانہ صلاحیتوں، خصوصاً کچھ عرصہ پہلے ردّ رافضیت کے سلسلہ میں کامیاب مناظرہ پر ان کی حوصلہ افزائی اور صاحبزادہ محمد سعد اللہ نوری ایڈووکیٹ ہائی کورٹ کو دار العلوم حنفیہ فریدیہ کی سماجی خدمات کے حوالے سے لاہور گیریژن یونی ورسٹی لاہور میں ایم فل کا مقالہ تحریر کرنے پر عطائے تمغہ کا اعلان کیا، تو حاضرین نے ان دونوں کو مبارک باد دی، جانشین حضور سیدی فقیہ اعظم حضرت صاحبزادہ پیر مفتی محمد محبّ اللہ نوری اطال اللہ عمرہ نے انہیں تمغے عنایت کیے اور دعاؤں سے نوازا۔

بعدہٗ مولانا محمد اویس طاہر نوری نے دار العلوم حنفیہ فریدیہ میں سولر سسٹم کی تنصیب کے مصارف اور آئندہ تعمیراتی منصوبہ کی تفصیلات پیش کیں، سولر کی تنصیب کے سلسلے میں حضرت مولانا صاحبزادہ مفتی محمد نعیم اللہ نوری کی کاوشوں اور نوری حضرات کے تعاون پر کلماتِ تحسین وستائش پیش کیے۔ آخر میں جانشین سیدی فقیہ اعظم حضرت صاحبزادہ پیر مفتی محمد محبّ اللہ نوری مدظلہم العالی نے صدارتی خطبہ ارشاد فرمایا، جس میں آپ نے امتِ مسلمہ کو درپیش مسائل، ملکی اور عالمی حالات، یہود وہنود ونصاریٰ اور عالم کفر کی ریشہ دوانیوں اور دینی ومذہبی جماعتوں کی کارکردگی کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے علمائے کرام کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا اور معاشرہ کے اندر تقویٰ وطہارت، اتحاد ویگانگت اور نیکی وبھلائی کے فروغ پر زور دیا۔ انہوں نے علماء کرام کو سوشل میڈیا کے غلط استعمال اور بلا تحقیق منفی تبصروں سے گریز کرنے کی

8

سختی سے ہدایت کی، نیز انہوں نے تاکید کی کہ وطنِ عزیز پاکستان کی ترقی اور اس کے استحکام کے لیے کوشاں رہیں تاکہ یہ ملک امن وسلامتی کا گہوارہ بنے۔ یہ ملک ہمارے اکابر نے بنایا ہے، ہمیں اس کی بقا اور اس کے قیام کے مقاصد کی تکمیل کے لیے کوشاں رہنا چاہیے۔

انہوں نے فرمایا کہ اس وقت آئینِ پاکستان کی رو سے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیے جانے کو پچاس سال مکمل ہو رہے ہیں، ۷ رستمبر ۱۹۷۴ء سے ۷ رستمبر ۲۰۲۴ء کے دوران میں اس قانون میں ترمیم کے لیے متعدد سازشیں کی جاتی رہی ہیں اور یہ سلسلہ تاحال جاری ہے، اہلِ ایمان کو چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔ آپ حضرات قانونی دائرہ میں رہتے ہوئے ناموسِ رسالت اور ختم نبوت کے قوانین کے تحفظ کے لیے اپنی دینی ذمہ داریاں پوری کریں اور ختم نبوت گولڈن جوبلی سال ۲۰۲۴ء کو اسلام اور آئین کی روشنی میں بھرپور طریقے سے منانے کی کوشش کریں۔ اس بار چونکہ ستمبر اور ربیع الاوّل اکٹھے آرہے ہیں، اس لیے میلاد النبی کے جلسوں میں ختم نبوت کے موضوع کو بطورِ خاص شامل رکھیں اور اس کی اہمیت کو اُجاگر کرتے رہیں، نیز مختلف تقریبات خصوصاً محافلِ میلاد میں عظمتِ رسالت، ادبِ رسالت، تحفظِ ناموسِ رسالت اور ختم نبوت وغیرہ کے علاوہ سیرتِ طیبہ کی روشنی میں اصلاحی موضوعات، اعمالِ صالحہ کی ترغیب اور شریعتِ مطہرہ پر عمل کی اہمیت کو بھی اپنی تقاریر کا لازمی حصہ بنانے کی خصوصی تاکید فرمائی۔ انھوں نے دارالعلوم کی تعمیر نو کے لیے عطیات پیش کرنے والوں کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔

علماء کرام کی یہ کانفرنس ایک بجے دوپہر حضرت قبلہ سیدی جانشین فقیہ اعظم دام لطفہٗ کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

محترمہ اماں جی ﷺ کا سالانہ ختم مبارک

اسی روز بعد نماز ظہر، حجۃ الاسلام حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز کی اہلیہ محترمہ اور ہزاروں صلحاء، علماء، حفاظ، قراء اور وابستگانِ سلسلۂ عالیہ نوریہ کی روحانی امّ مکرمہ محترمہ ''اماں جی'' علیہا الرحمۃ کے سالانہ ختم شریف کی روح پرور تقریب ہوئی، جس میں شدید ترین گرمی اور حبس کے باوجود سیکڑوں فضلائے کرام اور عوام کی ایک بہت بڑی تعداد نے شرکت کی، جن میں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد شامل تھے۔ علامہ محمد نعیم جاوید نوری (لاہور) کے صاحب زادے احمد زین العابدین نوری نے بہت ہی خوب صورت انداز میں تلاوت کی، جب کہ عارف والا سے پروفیسر ڈاکٹر معاذ احمد نوری قادری کے ساتھ آنے والے

نعت خواں جناب خرم شہزاد فریدی نے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا کلام بڑے احسن انداز میں پیش کیا۔ تلاوت و نعت کے بعد مناظر اہلِ سنت علامہ غلام مصطفیٰ نوری نے اپنے مترنم اور علامہ پروفیسر حافظ محمد اعظم نوری، گوجرانوالا نے اپنے مخصوص دل آویز انداز میں نہایت ایمان افروز، روح پرور اور مدلل خطابات کر کے سماں پیدا کر دیا۔ اس کے بعد صاحب زادہ محمد سعد اللہ نوری نے اپنے والدِ گرامی زید مجدہ کا کلام اور معروف نعت خواں حافظ محمد عثمان قادری نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا کلام پڑھ کر سامعین کو سرشار کر دیا۔ محترمہ اماں جی رحمۃ اللہ علیہا کے ختم شریف کی نوری محفل میں اوّل تا آخر حسبِ روایت خاص روحانی اور وجدانی کیفیت طاری رہی۔ مولانا حافظ محمد اسد اللہ نوری، پروفیسر حافظ محمد اعظم نوری، مولانا محمد انعام اللہ اشرفی، مولانا محمد حمد اللہ اشرفی اور مولانا انوار الحق نوری نے ختم شریف پڑھا۔

آخر میں صدرِ محفل جانشین حضرت سیدی فقیہ اعظم صاحبزادہ مفتی پیر محمد محبّ اللہ نوری دامت برکاتہم العالیہ نے رقت آمیز دعا فرمائی اور تقسیم تبرک اور نماز عصر کی باجماعت ادائیگی کے بعد اس روحانی تقریب کا اختتام ہوا۔ اس محفل کی نقابت کے فرائض مولانا قاری محمد اسلم نوری، لاہور نے ادا کیے۔

درس قرآن

دن بھر کی تقریبات کا آغاز نماز فجر کے بعد مولانا مفتی محمد اصغر نوری، شیخ الحدیث جڑانوالا کے درس قرآن سے ہوا تھا، انھوں نے قرآن کریم کی آیت قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ کے مطالب بیان کرتے ہوئے حبِ اہلِ بیت اور شہادتِ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے حوالے سے درس دیا، جسے دارالعلوم حنفیہ فریدیہ کے سیکڑوں طلباء کرام اور دیگر نمازیوں نے بڑے ذوق وشوق سے سماعت کیا۔

حضرت سیدی فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز کا عرس مبارک
۱-۲ / رجب المرجب ۱۴۴۶ھ، 1-2 / جنوری 2025ء،
بدھ جمعرات کو ہوگا ---ان شاء اللہ تعالیٰ
(اس بار سنہ ہجری وعیسوی کے مہینوں کی ایک ہی تاریخ (یکم-دو) ہوگی)

9

نقشہ اوقاتِ نماز برائے بصیر پور شریف ومضافات---ماہ ستمبر

تاریخ	صبح صادق، ابتدائے فجر وختم سحری	طلوع آفتاب، انتہائے فجر	ضحوۂ کبریٰ	ابتداء وقتِ ظہر	اخیر مثلِ اول	اخیر مثلِ دوم آغاز وقتِ عصر	غروبِ آفتاب (افطار) وقتِ مغرب	ابتداء وقتِ عشاء
-	سیکنڈ منٹ گھنٹا	سیکنڈ منٹ گھنٹا	سیکنڈ منٹ گھنٹا	سیکنڈ منٹ گھنٹا	سیکنڈ منٹ گھنٹا	سیکنڈ منٹ گھنٹا	سیکنڈ منٹ گھنٹا	سیکنڈ منٹ گھنٹا
1	4:17:11	5:40:03	11:22:44	12:04:47	3:40:08	4:40:35	6:30:03	7:50:09
2	4:17:56	5:40:37	11:22:31	12:04:28	3:39:34	4:39:42	6:28:51	7:48:46
3	4:18:40	5:41:11	11:22:17	12:04:09	3:39:00	4:38:50	6:27:38	7:47:23
4	4:19:24	5:41:45	11:22:02	12:03:49	3:38:26	4:37:56	6:26:25	7:46:00
5	4:20:08	5:42:19	11:21:47	12:03:29	3:37:50	4:37:02	6:25:12	7:44:36
6	4:20:51	5:42:52	11:21:32	12:03:09	3:37:13	4:36:07	6:23:58	7:43:13
7	4:21:34	5:43:26	11:21:17	12:02:49	3:36:36	4:35:12	6:22:44	7:41:50
8	4:22:17	5:43:59	11:21:01	12:02:28	3:35:58	4:34:16	6:21:29	7:40:26
9	4:22:59	5:44:33	11:20:44	12:02:08	3:35:20	4:33:19	6:20:14	7:39:03
10	4:23:41	5:45:06	11:20:27	12:01:47	3:34:40	4:32:22	6:18:59	7:37:39
11	4:24:22	5:45:39	11:20:10	12:01:26	3:34:00	4:31:24	6:17:43	7:36:16
12	4:25:04	5:46:13	11:19:53	12:01:04	3:33:19	4:30:26	6:16:28	7:34:53
13	4:25:44	5:46:46	11:19:36	12:00:43	3:32:38	4:29:27	6:15:12	7:33:30
14	4:26:25	5:47:19	11:19:18	12:00:22	3:31:56	4:28:28	6:13:56	7:32:07
15	4:27:05	5:47:53	11:19:00	12:00:01	3:31:14	4:27:28	6:12:40	7:30:44
16	4:27:45	5:48:26	11:18:42	11:59:39	3:30:30	4:26:28	6:11:23	7:29:22
17	4:28:24	5:48:59	11:18:23	11:59:18	3:29:47	4:25:28	6:10:07	7:28:00
18	4:29:04	5:49:33	11:18:05	11:58:57	3:29:03	4:24:27	6:08:51	7:26:38
19	4:29:43	5:50:06	11:17:46	11:58:35	3:28:18	4:23:26	6:07:34	7:25:16
20	4:30:21	5:50:40	11:17:27	11:58:14	3:27:33	4:22:25	6:06:18	7:23:55
21	4:31:00	5:51:14	11:17:08	11:57:53	3:26:48	4:21:23	6:05:01	7:22:34
22	4:31:38	5:51:47	11:16:49	11:57:31	3:26:02	4:20:21	6:03:45	7:21:14
23	4:32:17	5:52:21	11:16:30	11:57:10	3:25:15	4:19:19	6:02:29	7:19:54
24	4:32:55	5:52:56	11:16:11	11:56:49	3:24:29	4:18:17	6:01:13	7:18:35
25	4:33:33	5:53:30	11:15:52	11:56:28	3:23:42	4:17:15	5:59:57	7:17:16
26	4:34:10	5:54:04	11:15:33	11:56:07	3:22:55	4:16:12	5:58:41	7:15:57
27	4:34:48	5:54:39	11:15:14	11:55:47	3:22:07	4:15:09	5:57:25	7:14:39
28	4:35:26	5:55:14	11:14:55	11:55:26	3:21:20	4:14:07	5:56:10	7:13:22
29	4:36:03	5:55:49	11:14:36	11:55:06	3:20:32	4:13:04	5:54:55	7:12:05
30	4:36:40	5:56:24	11:14:18	11:54:46	3:19:43	4:12:01	5:53:40	7:10:49

● ...... گھڑیاں درست رکھیں

Book No. 36 Serial No. 9
Sep-2024
Monthly "NOOR-UL-HABIB" Basirpur
Regd No. PS / CPL - 25
ISSN 1993-4238